اِذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم (الحدیث)

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

مناظرہ ملتان میں شکست فاش کے بعد
منکرین کی طرف سے اٹھائے گئے
اعتراضات کا ردِ بلیغ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہلِ حق کی نظر میں

- فضائل از قرآن و حدیث
- اکابر اہلسنت کے نظریات
- مطاعن کا تحقیقی ردّ

علامہ پیر سید محمد عرفان مشہدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِذَا رَأَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

مناظرہ مانچسٹر میں شکستِ فاش کے بعد منکرین کی طرف سے

اٹھائے گئے اعتراضات کا ردِّ بلیغ

سیدنا حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہلِ حق کی نظر میں

- فضائل از قرآن و حدیث
- اکابر اہلسنّت کے نظریات
- مطاعن کا تحقیقی ردّ

علامہ پیر سید محمد عرفان مشہدی

دار العرفان

165/E سبزہ زار لاہور

طباعت کے حقوق سید محمد عبداللہ فلح و سید محمد ازکی کے نام محفوظ ہیں

نام کتاب ------- سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل حق کی نظر میں

مصنف --------- علامہ پیر سیّد محمد عرفان شاہ مشہدی

اشاعت -------- بار اوّل ۔ ۲۱ جون ۲۰۰۰ء، تعداد ۳۰۰۰ (لندن اشاعت)

بار دوم ۔ تعداد ۱۰۰۰ (پاکستان ایڈیشن)

بار سوم ۔ دسمبر ۲۰۰۴ء، تعداد ۱۰۰۰ (پاکستان ایڈیشن)

بار چہارم ۔ اگست ۲۰۰۶ء، تعداد ۲۰۰۰ (پاکستان ایڈیشن)

پروف ریڈنگ -------- مولانا شاہ محمد چشتی سیالوی (خوشنویس قصور)

کمپوزنگ و سیٹنگ ----- محمد فہیم رضا (علمی پبلشرز گنج بخش روڈ لاہور)

ملنے کے پتے -------- (دار العرفان) پاکستان 0300-819232

1۔ 165/E سبزہ زار لاہور 042-7832360

2۔ مرکزی جامعہ فاطمیہ (اہلسنت و جماعت) بغداد ٹاؤن

واسو نالہ، منڈی بہاؤالدین فون: 0546-504766

3۔ مدرسۃ البنات جامعہ بھکھی شریف فون: 0546-585004

ENGLAND 4

6-VICTOR TEERS

BRAD FORD9 BD 9 4RQ

01274-545934 07980-562941

website:www.haqchaaryaar.net

اظہارِ حقیقت و حرفِ سپاس

فرزندِ رسول، سردارِ جوانانِ جنت، خلیفۂ راشد، سیدِ اُمت، مصلحِ مسلمین

جانشینِ علی المرتضیٰ، راکبِ دوشِ مصطفےٰ

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نام

جن کے موقف اور طرزِ عمل کی یہ کتاب وکیل ہے

جو آپ کی روحانی توجہ سے مرتب ہوئی

من کیستم کہ باتو دمِ دوستی زنم

چندیں سگانِ کوئے تو یک کمتریں منم

کشتۂ ولاء حسن

سیّد محمد عرفان مشہدی

اسیر تحفظ ناموس رسالت کیمپ جیل لاہور

16-11-2000

فہرست

نمبر شمار	مضامین کتاب	صفحہ نمبر
1	اظہارِ حقیقت و حرفِ سپاس	3
2	ابتدائیہ	5
3	تیسرے ایڈیشن کا ابتدائیہ	15
4	موسوی (مناقب)	16
5	گلہائے محبت	18
6	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر سوانح	23
7	مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں	25
8	احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام	45
9	احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام	50
10	تمام صحابہ کرام پر طعن کی ممانعت	55
11	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابۂ کرام کی نظر میں	58
12	سید امام ابوالحسن اور سیدنا ابو عبداللہ الحسین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	63
13	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تابعین کی نظر میں	69
14	اکابر اہلسنت کے نظریات	71
15	امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں	84
16	محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ پاکستان کی تحقیق	87
17	شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کا مبارک فتویٰ	88
18	غزالیِ زماں علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ	89
19	حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ	89
20	آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کا فتویٰ	90
21	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مطاعن کا تحقیقی ردّ	94
22	وسواس الخناس	94
23	بیان العرفان	95
24	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دس فضائل	125

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابتدائیہ

جمعیت تبلیغ الاسلام بریڈفورڈ برطانیہ کی دعوت پر احقر 99-6-20 کو مانچسٹر ائیر پورٹ پر اُترا۔ جمعیت کے عہدیدار و کارکنان استقبال کے لیے موجود تھے۔ احقر نے برطانیہ میں تین ماہ قیام کیا، اس دوران 80 کے قریب تبلیغی محافل اور کانفرنسز میں حاضری ہوئی۔

جمعیت تبلیغ الاسلام کا پورے بریڈفورڈ میں مساجد، مدارس اور اسلامک سنٹرز کا وسیع حلقہ ہے۔ جس کا سلسلہ یورپ کے علاوہ بھی کئی ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ عالمی مبلغ اسلام پیر طریقت الحاج سیّد معروف حسین شاہ عارف نوشاہی قادری مدظلہ جمعیت کے بانی ہیں جبکہ مولانا لیاقت حسین نوشاہی جنرل سیکرٹری ہیں۔

برطانیہ کے اہل حق نے بے حد پیار دیا۔ احقر بھی علالت کے باوجود سُنّی بھائیوں کے احکامات کی تعمیل میں وسعت سے بڑھ کر کوشش کرتا رہا۔ راقم کو برطانیہ کے دورہ میں احساس ہوا کہ یہاں علماء اور عوام اہل سنت میں بہت محدود تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات سے ہٹ کر اپنی الگ سوچ رکھتے ہیں۔ اور باطل فرقوں کے زیر اثر تاریخی حوالوں پر اعتماد کرتے ہوئے اہل سنت سے اپنی اعتزالی فکر کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

احقر کے نزدیک اہل سنت و جماعت اہل حق ہیں اور ان کا تعلق تعلیمات نبویہ ﷺ سے مسلسل اور متواتر چلا آرہا ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال

اصول وفروع میں طے شدہ ہیں۔ دورِ حاضر کے علماء کو ان عقائد پر انفرادی رائے مسلط کرنے یا اس کا پراپیگنڈہ کرنے کی بجائے اہل سنت و جماعت کے طے شدہ عقائد واعمال کو اکابر اسلاف کے حوالہ سے وعظ وتقریر، تصنیف وتالیف اور تدریس و تحقیق کے ذریعہ پھیلانے کی پُرخلوص کوشش کرنی چاہیے۔

اسی اصول کے پیشِ نظر راقم الحروف نے اہل سنت و جماعت کے مسلّمہ نظریات کو معتبر ومعتمد کتب کے حوالہ سے اہل اسلام کے سامنے پیش کیا، اس کے نتیجہ میں مذبذبین کا یہی طبقہ غضبناک ہوگیا اور اہل سنت و جماعت کا تمام صحابہؓ کرام علیہم الرضوان کے عادل ہونے کے عقیدہ کا بیان، ان سے برداشت نہ ہوا اور احقر کو مناظرہ کا چیلنج دیدیا۔ احقر نے یہ چیلنج قبول کیا اور 12-9-99 کو طے شدہ پروگرام کے مطابق مانچسٹر شہر کی وکٹوریہ مسجد میں رات 9 بجے مع رفقاء پہنچ گیا۔ میرے ہمراہ علامہ صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن محبوبی صاحب مہتمم صفۃ الاسلام، بریڈفورڈ، مناظرِ اسلام حضرت مولانا ضیاء اللہ قادری صاحب سیالکوٹی، مولانا حافظ نعمت علی چشتی بار گرانڈ اور مولانا حافظ جمیل احمد نوشاہی قادری بھی تھے۔

بارہ بجے رات تک انتظار کیا، فریق مخالف مسجد میں نہ آیا، رات 12:30 بجے اطلاع آئی کہ مناظرہ کرنا ہے تو ہمارے گھر آجائیں، بالآخر ہم فریق مخالف کے مسکونہ گھر میں چلے گئے اور ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو کے بعد فریق مخالف کے مناظر صاحبزادہ سید محی الدین شاہ حویلیاں والے نے موضوع مناظرہ میں امیر المؤمنین صحابیِ رسول حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اپنا جو مکروہ عقیدہ لکھ کر دیا

تھا، اس سے توبہ نامہ لکھ کر دے دیا اور سابقہ بُرے عقائد سے رجوع کرنے کا اعلان کیا

فریق مخالف کی طرف سے توبہ اور رجوع کرنے کے اعلان کے بعد خاموشی اختیار کی گئی، کیونکہ مقصد تو احقاق حق تھا، جو کہ بحمد اللہ تعالیٰ خوب حاصل ہو گیا۔ مگر مناظرہ کے چند ماہ بعد ایک بے نام ونشان پمفلٹ تقسیم کیا گیا، جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بے جا اعتراضات اٹھا کر گندی ذہنیت کا خوب مظاہرہ کیا گیا، پمفلٹ کی اشاعت کرنے والوں میں اخلاقی جرأت ہوتی تو مصنف ومرتب کا نام اور دارالاشاعت کا حوالہ ضرور دیتے، ایسے واہی وبے حیا معترض کی خرافات کا جواب ہماری ذمہ داری نہ تھی۔ مگر جمعیت تبلیغ الاسلام کے احباب نے اصرار کیا کہ اس پمفلٹ کا جواب ضرور لکھا جائے راقم الحروف نے احباب اہل سنت کی دلجوئی اور احقاق حق وابطال باطل کی نیت سے اس پمفلٹ کا جواب لکھا ہے۔

☆ قارئین کی سہولت کے لیے مباحث کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اوّل   صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام، قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ سے۔

باب دوم: حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اکابر اہل سنت کے نظریات

باب سوم: مخالفین کے مطاعن کا تحقیقی ردّ

کتاب کے اصل مباحث کے آغاز سے قبل اہل سنت و جماعت بھائیوں سے ایک خصوصی التماس ہے کہ شیعہ اور وہابی فرقہ سے ملتے جلتے عقیدے رکھنے والے

نام نہاد سنی مولویوں سے قطعی طور پر الگ رہیں اور کلید در جنت مذہب حق اہل سنت و جماعت ہاتھ میں رکھتے ہوئے جہنمیوں کے واویلا کو ہرگز خاطر میں نہ لائیں۔ اہل سنت ہی اہل حق ہیں، اہل سنت ہی اہل نجات ہیں، اہل سنت ہی طائفہ منصورہ ہیں، اہل سنت ہی سوادِ اعظم ہیں اور اہل سنت ہی اولیاء اللہ کی جماعت ہیں۔

سیّد الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثَةٍ وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً فَقَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّهِیَ اَلْجَمَاعَةُ۔ م 1، م 2

ترجمہ:۔ ’’میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی وہ سب دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک گروہ کے، صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا گروہ ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میری سنت اور میرے صحابہ کے طریقے کی پیروی کرنے والا ہوگا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت ہوں گے‘‘ یعنی اس روایت میں زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بتایا گیا ہے۔

اَخْبَرَ النَّبِیُّ ﷺ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً النَّاجِیَةُ مِنْهَا وَاحِدَةٌ وَّالْبَاقُوْنَ هَلْکٰی قِیْلَ وَمَنِ النَّاجِیَةُ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ،

م 1 (ترمذی عن ابی ہریرہ)

م 2 (صحیح المستدرک علی الصحیحین)

قِیْلَ وَمَا السُّنَّةُ وَالْجَمَاعَةُ، قَالَ: مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ۔ م 1

ترجمہ:۔ ’’حضور ﷺ نے فرمایا: میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے صرف ایک گروہ نجات پانے والا ہوگا اور باقی ہلاک ہو جائیں گے، عرض کیا گیا نجات پانے والا گروہ وہ کونسا ہوگا؟ فرمایا: اہل سنت و جماعت۔ عرض کیا گیا سنت و جماعت کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جس پر میں اس وقت ہوں اور میرے صحابہ کی جماعت۔‘‘

ایک اور روایت میں ہے:

اَنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمَّا قَالَ النَّاجِیْ مِنْهَا وَاحِدَةٌ، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَقِیْلَ وَمَنْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ۔ م 2

ترجمہ:۔ ’’نبی اکرم ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ ان تہتر فرقوں میں سے صرف ایک نجات پانے والا ہوگا تو صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ وہ نجات پانے والا ایک کون ہے؟ فرمایا: اہل سنت و جماعت، تو عرض کیا گیا، اہل سنت و جماعت کون ہیں؟ فرمایا: جو طریقہ نبوی ﷺ اور جماعت صحابہ کے پیروکار ہیں۔‘‘

افتراق امت کے متعلق اس حدیث پاک کے تحت محدث کبیر حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

م 1 (الملل والنحل، ج ۱، طبع قاهره)

م 2 (احیاء العلوم امام غزالی ۔ ج ۳، طبع مصر)

لَاشَكَّ وَلَا رَيْبَ اَنَّهُمْ هُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَاَنَّهُمْ اِثْنَانِ وَ سَبْعُوْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ وَالْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ۔ ــ 1

ترجمہ:۔ ''اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہی ہے۔ بہتر (۷۲) فرقے سب کے سب دوزخ میں جائیں گے اور فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔''

غوث الثقلین حضرت امام سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

وَاَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ ــ 2

ترجمہ:۔ ''نجات پانے والا فرقہ صرف اہل سنت وجماعت ہی ہے۔''

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

طَرِيْقُ النَّجَاةِ مُتَابَعَةُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي الْاَقْوَالِ وَالْاَفْعَالِ، وَفِي الْاُصُوْلِ، وَفِي الْفُرُوْعِ فَاِنَّهُمْ فِرْقَةٌ نَاجِيَةٌ وَمَا سِوَاهُمْ مِنَ الْفِرَقِ فَهُمْ فِي مَعْرِضِ الزَّوَالِ وَشَرَفِ الْهَلَكِ عَلِمَهُ الْيَوْمَ اَحَدٌ اَوْلَمْ يَعْلَمْ اَمَّا فِي الْعَقَدِ فَيَعْلَمُهُ كُلُّ اَحَدٍ وَّلَا يَنْفَعُ۔ ــ 3

ترجمہ: ''اقوال افعال اور اصول وفروع میں اہل سنت کی پیروی کرنا ہی راہ نجات ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت ہی فرقہ ناجیہ ہے اور ان کے سوا دوسرے فرقے سب زوال پذیر اور ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ آج کوئی اس حقیقت کو جانے، یا نہ جانے

1ـ (مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج ۸، ص ۴۸ 2ـ (غنیۃ الطالبین: ج ۸، ص ۸۵)

3(مکتوبات امام ربانی: ج 1، ص 86، مکتوبات 69، طبع لاہور)

مگر کل قیامت کے دن ہر ایک اس حقیقت کو جان لے گا لیکن اس وقت جاننا سود مند نہ ہوگا۔''

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَفِرْقَةٌ نَاجِيَةٌ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔ ــ 1

ترجمہ:۔ ''فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہی ہیں۔''

شیعہ فرقہ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی میں ہے: حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اہل جماعۃ، اہل فرقہ، اہل البدعۃ اور اہل سنت کون لوگ ہیں؟ تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

وَاَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَالْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا سَنَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَاِنْ قَلُّوْا وَاَمَّا اَهْلُ الْبِدْعَةِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَالْعَامِلُوْنَ بِرَاْيِهِمْ وَاَهْوَاهُمْ وَاِنْ كَثُرُوْا۔ ــ 2

ترجمہ:۔ ''اہل سنت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہیں اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم، اس کی کتاب، اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے اور اپنی آراء اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں، اگرچہ وہ زیادہ ہوں۔''

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب جامع الاخبار میں ایک طویل حدیث قدسی مرقوم

ـ1 (اشعة اللمعات شرح مشكوة: ج 1 ص 86)

ـ2(ا- تحاج طبرسی :92طبع تہران)

ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اقدس ﷺ کو اہل سنت و جماعت کے لیے یہ خوشخبری سنائی:۔

لَيسَ عَلى مَن مّاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَذَابَ الْقَبرِ وَلَا شِدَّةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا مُحَمَّدُ مَنْ اَحَبَّ الْجَمَاعَةَ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَالْمَلَائِكَةُ اَجْمَعُوْنَ۔ 1

ترجمہ:۔اے محمد ﷺ جو شخص مذہب اہل سنت و جماعت پر مرے گا اسے نہ قبر میں عذاب ہوگا اور نہ اس پر روز قیامت کی سختی ہوگی، جو اس جماعت سے محبت کرے گا، اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتے اس سے محبت کریں گے۔"

احادیث مبارکہ، اکابر اولیاء کرام کے فرامین اور شیعہ غالیہ کی کتابوں کی تصریحات سے روز روشن سے زیادہ واضح ہے کہ اہل سنت و جماعت اہل حق ہیں، اہل نجات ہیں، سواد اعظم ہیں، افتراق و انتشار کے اس شور و شر میں صراط مستقیم پر گامزن ،قافلہ عشق و محبت اور جمہور اہل اسلام اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔

تو سنی بھائیو! اہل سنت کوئی حادثاتی جماعت نہیں، وقتی تحریک نہیں، سیاسی احتجاجی تحریک کے زیر اثر وجود میں نہیں آئی، بلکہ خیر القرون سے لے کر آج تک ایسی مستقل اور باوقار جماعت ہے جو عقائد و اعمال میں حسن اعتدال کی حامل ہے۔اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید، محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت، اہل بیت اطہار علیہم الرضوان

1 (جامع الاخبار شیعی: ص 90 فصل سی و ششم)

کی طہارت، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اخلاص اور اولیاء کاملین کے مقام کی حقیقی محافظ و پاسبان ہے مگر دور حاضر کے اہل سنت و جماعت کی مذہبی کمزوری اور دین سے لاتعلقی کی بنا پر، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے گستاخ نہ صرف خود کو سنی کہلواتے ہیں بلکہ سنیوں کے پیر، مولوی اور ائمہ مساجد بنے ہوئے ہیں، ورنہ زمانہ سلف میں حضرت عثمان غنی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر طعن کرنے والا گستاخ اور غالی شیعہ سمجھا جاتا تھا۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسماء الرجال کی مشہور کتاب میزان الاعتدال، ج 1 ص 6 پر لکھتے ہیں۔

"زمانہ سلف میں غالی شیعہ وہ سمجھا جاتا تھا جو حضرت عثمان، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام پر نکتہ چینی اور ان کی بد گوئی کرتا تھا۔"

اہل سنت و جماعت عوام بالخصوص مساجد کی انتظامیہ کے لیے دعوت فکر ہے کہ وہ اپنی مساجد میں صحابہ کرام کے گستاخ مولویوں کو ہرگز نہ رکھیں، اس قسم کے نام نہاد پیروں اور ڈرامے باز شہانوں کے دام تزویر سے بھی بچیں اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بدگمانی رکھنے والے تین گروہ ہیں:۔

پہلا گروہ:۔رافضی شیعہ ان کے بکواسات کے بارے کوئی تعجب نہیں کرنا

چاہیے۔ کیونکہ وہ تو السابقون الاولون کے بارے میں بھی برا اعتقاد رکھتے ہیں حالانکہ پہلی امتوں میں بھی ان کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

دوسرا گروہ:۔ جاہل صوفیوں اور نام نہاد سیدوں کا ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگوئی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا تکملہ سمجھتے ہیں، یہ لوگ خود کو سنی کہتے ہیں مگر حقیقت میں نہ صرف اس مسئلہ میں بلکہ بہت سے اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت کے مخالف ہیں اور شیعہ فرقوں میں داخل ہیں۔

تیسرا گروہ:۔ یہ گروہ اہل ظاہر کا ہے، بعض روایات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مطاعن ان کی نظر سے گزرتے ہیں اور ظاہریت کی وجہ سے مطاعن پر مبنی روایات کی تاویل تک ان کے ذہن کی رسائی نہیں ہوتی۔

ان گروہوں میں سب سے ضرررساں اور خطرناک گروہ دوسرا ہے، پھر تیسرا
۔اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اہل اسلام کے لیے دینی فائدہ کا ذریعہ بنائے۔

خادم اہل سنت و جماعت
سید محمد عرفان مشہدی موسوی
بانی مرکزی جامعہ فاطمیہ بغداد ٹاؤن منڈی بہاالدین
فون:۔ 0546-504766

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تیسرے ایڈیشن کا ابتدائیہ

''سیدنا امیر معاویہ اہل حق کی نظر میں'' اب تک چار ہزار کی تعداد میں بطع ہو کر تقسیم ہو چکی ہے۔ پاکستان کے چاروں صوبوں سے تحسین کے خطوط موصول ہوئے ہیں، آزاد کشمیر اور برطانیہ کے احباب نے بھی کتاب کو سراہا۔ تیسری مرتبہ کتاب طباعت کے لیے جا رہی ہے سوچا ان لوگوں کی خوراک کا بھی کچھ انتظام ہو جائے جنہوں نے اس کتاب کا جواب لکھنے کی زحمت اٹھائی۔

مجھے دو کتابیں ایسے عنوانات سے ملی ہیں جن میں یہ دعویٰ ہے کہ یہ کتابیں ''سیدنا امیر معاویہ اہل حق کی نظر میں'' کا جواب ہیں۔ دونوں کتابیں اول سے آخر تک میری کتاب کی مباحث سے مس بھی نہیں کرتیں البتہ مصنفین کی فطرتیں مغلظات کی کثرت کی وجہ سے خوب پہچانی جاتی ہیں۔ ''کل اناء یترشح بما فیہ'' برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

دونوں کتابیں ترتیب دینے والوں کے ممدوح سید محمود شاہ ہزاروی کے سگے نواسے پیر سید محمد عارف شاہ ترمذی کی یہ وضاحت شاید ان کے دلوں کے روگ کا کچھ علاج اور عدالت وعظمت اصحاب رسول کے عقیدہ کی اہمیت کا احساس دلا سکے:۔

''سید محمود شاہ کاظمی المعروف محدث ہزاروی میرے سگے نانا ہیں پہلے پہل بہت کٹر سنی عالم دین تھے بعد ازاں ان کے نظریات میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوءظن آجانے کے بعد انہیں خارج از اہل سنت و جماعت

قرار دیا گیا، ہم تمام خاندان والوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا۔ الحمد للہ! ہمارا عقیدہ مذہب حق اہل سنت و جماعت حنفی (بریلوی) ہے۔" فقط ناچیز سید محمد عارف شاہ ترمذی 1

دونوں کتابوں میں احقر کو ذاتی طور پر غیض و غضب کا نشانہ بنایا گیا ہے جواب میں احقر اپنا تزکیہ اس لیے نہیں پیش کرنا چاہتا کہ جن نصیب کے ماروں کے معیار قبول پر نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تربیت کے شاہکار صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی پورے نہ اتریں، مجھ جیسے کا وہاں ذکر ہی کیا، البتہ میرے ریکارڈ میں اشعار و افکار خضر بنام ظفر موجود ہیں جو اتفاق سے انہیں امور کا احاطہ کرتے ہیں جن کا تذکرہ مخالفین نے کیا ہے اور یہ بھی حسنِ اتفاق ہے کہ شاعر میرے دیرینہ رفیق جیم تو ہیں ہی، خیر سے مخالفین کے ہدایتکار بھی ہیں ان کا کلام بلا تبصرہ ہدیہ معاندین ہے، شاید ان کو کوئی بہتر راستہ دکھا سکے:۔

☆......☆......☆......☆

1۔ محمود الوظائف صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

موسوی

صاحبزادہ پیر سید محمد عرفان موسوی شیخ الحدیث جامعہ بھکھی شریف کی خدمت میں سالانہ عرس غوثِ اعظم کے موقع پر (23 اکتوبر 1994ء بروز اتوار)

اللہ اللہ جوشِ حیدر تو نے پایا موسوی
ہے ردائے مصطفیٰ کا تجھ پہ سایہ موسوی
مرحبا الجامعۃ الفاطمیہ مرحبا
تو نے نوری علم کا پودا لگایا موسوی
ہے تیرا بابا علی دروازۂ شہر علوم
جب ہی تو علمی چمن، تو نے سجایا موسوی
دیکھ کر تجھ کو ہوا ہے شادمان ہر فاطمی
تیری لے سے دل کا آنگن جگمگایا موسوی
دشمنِ دیں کے رخ بد پر پسینہ آگیا
تیغ برّاں لے کے جب میداں میں آیا موسوی
کینہ پرور کم نظر سارے ہراساں ہو گئے
دیکھ کر تیری وجاہت، تیرا پایا موسوی

منکر شانِ نبی اور کافرِ شانِ بتول
دیکھ کر چہرہ تیرا ہے تھر تھرایا موسوی
تیری ہیبت دیکھ کر ہیں گر پڑے لاتوں کے بھوت
ہر سرِ مغرور کو تو نے جھکایا موسوی
کون کہتا ہے ترے خون میں نہیں رنگِ وفا
دوستی کا تو نے ہر وعدہ نبھایا موسوی
پیرِ بغدادی کا تو بھی ہے خلیفۂ مجاز
شہ جلال الدین ثانی بن کے آیا موسوی
قادری اجلال رنگِ نقشبندی بھی ملا
چشتیوں کا ذوق بھی تو نے ہے پایا موسوی
ہے ظفر اقبال بھی تیری محبت کا اسیر
شوق میں آکر تجھے نغمہ سنایا موسوی

گلہائے محبت

نازشِ اہلِ سنت

علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی موسوی کی جناب میں

چمن کو پھول کو رنگ وِلا دیا تو نے
ہے بلبلوں کو بھی ذوقِ وفا دیا تو نے
نبی کے ذکر سے ہر دل میں روشنی پہنچی
محبتوں کا دیا بھی جلا دیا تو نے
شکوہِ حضرت شبیر ، نازشِ حیدر
شجاعتوں کے جہان کو، بسا دیا تو نے
تو فاطمی ہے، تیرا درس فاطمیہ ہے
پیامِ حضرتِ زہراء سنا دیا تو نے
ہے تو بھی مسندِ سید جلال کا وارث
کہ جس کے علم کا گلشن سجا دیا تو نے
قسم خدا کی، بڑوں سے بڑا ہے، بڑھ کر ہے
بڑے بڑوں کا کلیجہ، ہلا دیا تو نے
جو تجھ کو کہتے ہیں چھوٹا بہت ہی چھوٹے ہیں
تمام چھوٹوں سے دامن چھڑا دیا تو نے
ہے غوثِ پاک کا فیضان تیرے سینے میں
کہ جس کے آگے ہے دامن بچھا دیا تو نے
خطیبِ آلِ محمد رضا کا نیزہ تو
منافقوں کی نوا کو مٹا دیا تو نے
وہابیوں کے جہانوں میں زلزلہ آیا
سرِ غرور کو تن سے اڑا دیا تو نے
تیرے جمال میں تیرے جلال کی رنگت
جبھی تو نجد کو نیچا دکھا دیا تو نے
خطیب و حافظ و عالمِ مناظرِ اسلام
کہ شہر شہر پہ سکہ بٹھا دیا تو نے
ملی ہے تجھ کو بھی عرفاں کی ظفر دولت
سرور و شوق کا اک رنگ جما دیا تو نے

الجامعہ الفاطمیہ کی جدید عمارت کے افتتاح اور سالانہ عرسِ مبارک سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منعقدہ ۱۷ مارچ بروز سوموار ۱۹۹۷ء کے موقع پر پیش کیے گئے اشعار:

یہ خونِ شبیر کا اثر ہے کہ تنہا ظلمت کی وادیوں میں
علی کا بیٹا خطیبِ عرفاں رضا کے نغمے سنا رہا ہے (خضر)

سزاوارِ مدح، موردِ قدح، ہوا جرم فقط تاجدارِ بطحا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے یاروں، جاں نثاروں کی عزت وناموس کے تحفظ کا پرچم بلند کرنا ہے، ہاں میں اس کا اقراری مجرم ہوں ؂

ناموسِ جان و دل کی بازی لگی تھی ورنہ
آساں نہ تھی کچھ ایسی راہِ وفا شعاراں

احقر ولاشئی

سید محمد عرفان مشہدی موسوی

دارالعرفان 165/E سبزہ زار لاہور

☆......☆......☆......☆

اہل سنت کے ماتھے کا جھومر

اور علمائے اہل سنت کی زینت

مکرمی ومحترمی جناب عزب مآب

مولانا صاحبزادہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ

مزاجِ اقدس! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے بارے میں ایک کتاب ''اہل نظر کی نظر میں'' کے عنوان پر لکھی گئی ہے اور اس تقریظ کو میری طرف منسوب کیا گیا۔ حالانکہ ایسی کتاب جو فتنہ وفساد کا باعث بنے اور کسی شخصیت کے عیب تراشے اس کی تقریظ بندہ ناچیز لکھنے سے یکسر معذور ہے۔ اور ناچیز کا دامن اس کی تقریظ سے پاک اور مبرّا ہے پھر آپ جیسی شخصیت جو اہلسنّت والجماعت کا بہت بڑا سرمایہ ہیں (استغفر اللہ۔ العیاذ باللہ) ناچیز کبھی بھی اس قسم کی جرأت نہیں کرسکتا۔ یہ بہت بڑی سازش ہے۔

حضور آپ کی دل آزاری ہونے سے بہت پریشان ہوں۔ اور تہ دل سے معذرت خواہ ہوں۔ ہمیں تو حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے علماء اہلسنّت کی قدر اور ان کا ادب واحترام سکھایا ہے۔ ہمارے دلوں کو آپ نے اخوت و ہم آہنگی اور خلوص ومحبت کے نور سے منور فرمایا ہے۔ ہمارا مرکز اس قسم کی نازیبا حرکت کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ کسی کی ذات پر تنقید کرنا تو ہماری تربیت میں ہی شامل نہیں البتہ مولوی صفدر صاحب نے کچھ عرصہ پہلے مجھ سے پوچھا کہ میں آپ سے اپنا تعارف

کرواسکتا ہوں؟ تو میں نے ہاں میں جواب دیا۔

مگر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ اس قسم کی اخلاق وتہذیب سے گری ہوئی کتاب میں میری تقریظ دینا چاہتا ہے۔ اگر مجھے اس کتاب کے شائع ہونے سے پہلے معلوم ہوجاتا تعارف تو درکنار یہ کتاب بھی شائع ہونے سے روکتا۔ صد افسوس کہ مجھے اس وقت پتہ چلا جب یہ کتاب منظر عام پر آگئی۔ صفدر صاحب نے بہت بڑی میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ کہ ایک ایسی شخصیت جو اہلسنت والجماعت کے ماتھے کا جھومر اور علماء اہلسنت کی زینت ہے اس کے خلاف میرا نام استعمال کر کے مجھے رسوا کیا۔ انشاء اللہ ضیاء حرم کے آئندہ شمارہ میں اس کی تردید کا اشتہار شائع ہوگا۔ تا کہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ اہلسنّت والجماعت کے تمام علماء کو ذہنی فکری اور عملی ہم آہنگی عطا فرمائے اور ہر قسم کی تفرقہ بازی سے محفوظ رکھے!

والسلام دعا گو:

دلاور حسین قادری

(اصلی خط محفوظ ہے)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر سوانح

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان اموی قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعثتِ نبوی سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ وہ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوگئے تھے، لیکن انہوں نے اپنے اسلام کو مخفی رکھا اور فتح مکہ کے ساتھ ہی اپنے اسلام کا اعلان کردیا۔ خالد بن معدان نے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ طویل القامت تھے، رنگ سفید تھا، نبی کریم ﷺ کے صحابی اور آپ کے کاتب تھے۔

ابو نعیم نے کہا حضرت معاویہ حلیم الطبع، حساب دان اور کاتب تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو شام کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس منصب پر تاحیات برقرار رکھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی، ان سے جنگ کی اور ملک شام کے مستقل فرماں روا ہوگئے پھر مصر کو بھی اپنی حکومت میں شامل کرلیا بیس سال تک شام کے گورنر رہے محمد بن اسحاق نے اس پر اعتماد کیا ہے لیکن یہ تغلیباً ہے، کیونکہ حضرت حسن سے صلح کے بعد انیس سال سے کچھ کم عرصہ گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، بائیس رجب ساٹھ (۶۰) ہجری میں انتقال ہوگیا۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں: ایک قول یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال پندرہ (۱۵) رجب ساٹھ (۶۰) ہجری میں ہوا اور ایک قول بائیس (۲۲) رجب کا ہے، اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر بیاسی (۸۲) سال تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان

کو اس قمیص میں دفن کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں پہنائی تھی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے ناخنوں کے تراشے تھے آپ نے وصیت کی تھی کہ غسل اور کفن کے بعد ناخنوں کے وہ تراشے میرے منہ اور آنکھوں پر رکھ دیے جائیں اور اس کے بعد مجھے ارحم الرحمین کے سپرد کر دیا جائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت یزید موجود نہیں تھا۔ ضحاک نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 1

1(الاصابہ: ج3 ص434۔ اسد الغابہ: ج4، ص387)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقامِ صحابۂ کرام علیہم الرضوان

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی مخلوق میں سب سے عظیم مخلوق نبی اور رسول ہیں۔ ان کی طرف اللہ جل شانہٗ کی طرف سے وحی آتی رہی اور ان میں سے رسل عظام کو کتاب اور مستقل شریعت عطا کی گئی ہے۔ نبوت و رسالت کے بعد امتوں میں صحابیت کا شرف عظیم تر ہے۔ سید الاولین و آخرین محمد رسول اللہ ﷺ کا صحابی تمام انبیاء و رسل کے صحابہ سے افضل ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔

اصطلاحِ شریعت میں صحابی کی تعریف اس طرح ہے:۔

مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ مُؤْمِناً بِهٖ وَمَاتَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَهُوَ صَحَابِيٌّ۔ 1

''صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کے ساتھ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، اسلام پر اس کی موت ہوئی۔''

فخر الدین شیعی نے صحابی کی تعریف اس طرح نقل کی ہے:۔

كُلُّ مُؤْمِنٍ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهُوَ صَحَابِيٌّ۔ 2

1 (الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ: از شمس الدین احمد عسقلانی، ص۷، طبع بیروت

2 (مجمع البحرین: ص۹۹)

"صحابی وہ مومن ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔"

حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت وملاقات اتنا بڑا شرف ہے کہ ہر صحابی کو جہنم کی آگ سے آزادی کی سند حاصل ہو چکی ہے۔

ارشاد محبوب دوعالم ﷺ ہے:۔

وَعَنْ جَابِرٍ مَّرْفُوْعاً لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ۔ 1

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان نے مجھے دیکھا، اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا، اسے بھی جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔"

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَسِیْرٍ مَّرْفُوْعاً طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ وَطُوْبٰی لِمَنْ رَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ، طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ۔ 2

ترجمہ:۔ "حضرت عبداللہ بن بسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مبارک ہو اس شخص کو جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور مبارک ہو اس شخص کو جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، ان کو مبارک ہے اور ان کے لیے اچھا ٹھکانہ ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت وہ خوش بخت جماعت ہے جسے خیر القرون نصیب ہوا۔ ہدایت ملی، ایمان ملا، حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف

1۔ (ترمذی ونسائی)

2۔ (الطبرانی والحاکم)

ملا، زبان رسالت سے قرأت قرآن سنی، وحی کے اولین مخاطب بنے، سید العالمین علیہ الصلوٰۃ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امارت میں حج کیا، حضور اکرم ﷺ کی قیادت میں جہاد کیا، سرور کونین ﷺ سے دین سیکھا، حضور اقدس ﷺ نے انہیں قرآن سکھایا، کتاب وحکمت کی تعلیم دی، تزکیہ باطن کیا، تقویٰ و پرہیز گاری اور اخلاص کی اس معراج پر پہنچایا کہ خالق کائنات جلّ وعلا نے اعلان فرمایا:۔

☆ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ 1

ترجمہ:۔ "صحابہ کرام وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔"

☆ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا۔ 2

"اور پرہیز گاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہی اس کے زیادہ سزاوار اور اہل تھے۔"

☆ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ۔ 3

"لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے، کفر، حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی، ایسے ہی لوگ درست راہ پر ہیں۔"

1۔ (القرآن:پ۲۶، سورة الحجرات)

2۔ (القرآن:پ۲۶، سورة الفتح)

3۔ (القرآن:پ۲۶، سورة الحجرات، آية ۷)

☆ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ ۔ـ 1

”جس دن اللہ رسوانہ کرے گا، نبی اوران کے ساتھی ایمان والوں کو، ان کا نوران کے آگے اوران کے داہنے دوڑتا ہوگا۔“

☆ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ـ 2

”اللہ ان سے راضی اوروہ اللہ سے راضی ہو گئے۔“

مذکورہ پانچ آیات محکمات میں اللہ جلّ شانہٗ نے اصحاب محمد ﷺ کی تعریف وتوصیف فرمائی ہے۔ سورۃ حجرات کی آیت میں اللہ جل شانہٗ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے امتحان کا ذکر فرمایا ہے اور یہ تقوٰی کا امتحان ہوگا، تقوٰی دل کا فعل ہے اور دلوں کے بھید اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ اس لیے یہ امتحان اللہ جل شانہٗ ہی لے سکتا ہے، پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت حضور اقدس ﷺ کے تلامذہ کی جماعت ہے۔ آپ نے اپنے طلبہ کو تلاوت اور تعلیم کتاب وحکمت کے درجات سے گزار کر تزکیہ کے اعلیٰ درجات تک پہنچایا۔ حضور اقدس ﷺ نے سوائے ذاتِ کبریا کے کسی سے کچھ نہیں سیکھا تو آپ کے تلامذہ کے امتحان کا حق دار بھی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہی ہے، اس لیے اللہ جل شانہٗ ہی نے امتحان لیا لیکن المیہ یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی درجات کے امتحانات کے لیے جو امتحانی بورڈ تشکیل دیئے گئے ہیں، ان کے امتحانات اوران

ـ1 (القرآن: پ ۲۸، سورۃ تحریم، آیۃ ۷)

ـ2 (القرآن: پ ۲۸، سورۃ المجادلہ، آیۃ ۲۶)

کے نتائج میں جاری کی گئی سند کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کیا جاتا ہے، مگر اللہ جل شانہٗ نے جس مقدس جماعت کا خود امتحان لیا، دل کا امتحان، تقوٰی واخلاص کا امتحان لیا اوراس کے نتیجہ کا اعلان بھی فرمایا۔ ”لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ“ سبھی صحابہ بخش دیئے گئے ”وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ“ ”سب صحابہ اول درجہ میں کامیاب ہوئے۔ اس کے باوجود کچھ بد باطن آج تک اس رزلٹ کو تسلیم نہیں کرتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں شک کر کے اپنی اصل مشکوک بنانے کا سامان کررہے ہیں۔ پارہ ۲۶، سورۃ الفتح کی آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہٗ نے ”کَلِمَۃَ التَّقْوٰی“ کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں لازم کرنے کا حکم دیا۔

اہل علم سے مخفی نہیں کہ قرآن مجید میں تمام عبادات کا حاصل تقوٰی قرار دیا گیا ہے اور تقوٰی کے ذریعہ ہی بندہ اللہ جل شانہٗ کی محبوبیت وولایت کی منزل حاصل کرتا ہے، مقام فکر ہے کہ ہم آج جن لوگوں میں تقوٰی کی ظاہری علامات دیکھتے ہیں انہیں ولی اللہ جانتے ہوئے ان کی عزت واحترام کرتے ہیں۔ ان کی تعظیم کو عین سعادت سمجھتے ہیں لیکن اللہ جل شانہٗ نے جس جماعت کو تقوٰی کی اعلیٰ سند عطا فرمائی وہ کیوں قابلِ احترام نہ ہونگے؟ اور یہی نہیں بلکہ ان کے متعلق فرمایا:۔ ”وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا“ اوروہ اسکے زیادہ حق دار تھے۔

اللہ جل شانہٗ کی عظمت کے آگے کیسا استحقاق؟ کہاں کی اہلیت؟ وہاں تو محبوبان بارگاہِ الٰہی بھی اہلیت کی بات نہیں کرتے، محض اس کے فضل کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ لیکن جماعت صحابہ کی عظمت، عقل واندازہ سے وراء ہے، اللہ جل شانہٗ

فرما رہا ہے کہ کیفیت تقویٰ تمہارے دلوں میں راسخ کرنا محض میرا فضل ہی نہیں، بلکہ تم لوگ اس کے حق دار بھی ہو اور اہل بھی۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

اہل سنت بھائیو! جن کے دلوں میں تقویٰ راسخ ہو گیا، جو لوگ انعام تقویٰ کے زیادہ مستحق اور اہل ہیں، ان کی عزت واحترام ان کی تکریم وتعظیم کے لئے کیا ہمیں گستاخانِ صحابہ اور ان کی معنوی اولاد کے مشورہ کی ضرورت ہے؟

سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۷ میں اللہ جل شانہٗ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وہ توصیف بیان کی کہ قیامت تک دشمنانِ صحابہ کا منہ توڑ کر رکھ دیا جن کو اصحاب محمد ﷺ کے اخلاص اور ایمان پر شک ہو، اللہ جل شانہٗ کی شہادتِ عظمیٰ دل کے کانوں سے سن لیں کہ صحابۂ کرام کے دل ایمان سے مزین ہیں اور انہیں کائنات کی ہر چیز سے ایمان زیادہ پیارا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ نافرمانی اور معصیت کو وہ دل سے ناگوار جانتے ہیں کیونکہ اہل سنت وجماعت کے عقیدہ میں اصحاب رسول ﷺ ورضی اللہ عنہم معصوم نہیں ہیں، ان سے معصیت کا صدور ممکن ہے، لیکن ان کے لئے ان کی دلی ناگواری کے سبب اللہ جل شانہٗ نے ان کی خطاؤں کو معاف فرمایا ہے۔ اسی لئے اس مقدس جماعت کا نام ''الراشدون'' رکھا۔ طریق حق پر قائم جماعت۔

سورۃ تحریم کی آیت نمبر ۸ میں اللہ جل شانہٗ نے کفار پر تعریض فرمائی کہ وہ دن کفار کے لئے رسوائی کا ہوگا اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کے لئے باعث عزت ووقار ہوگا اور ان کا نور ایمان ان کے آگے اور دائیں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام نور، ایمان دنیا سے لے گئے ہیں، اور قیامت کے دن وہ نوران کے ساتھ ہوگا۔ اس منظر کو دیکھتے ہوئے اہل سنت وجماعت مسرور ہوں گے اور صحابۂ کرام کے گستاخوں کے منہ پر پھٹکار ہوگی کہ جن کو دنیا میں ہم گالیاں بکتے رہے، وہ تو عزت پا گئے، نور والے ہو گئے اور ہم آگ میں جلنے والے اور خائب وخاسر رہ گئے۔

سورۃ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ میں اللہ جل شانہٗ نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان پر انعامات کا اتمام فرمایا، بندۂ مؤمن کی ساری زندگی، زندگی کی تمام جدوجہد اور اعتقادو اعمال کا سارا اخلوص، محض رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔ وہ جماعت کتنی خوش نصیب جسے دنیا میں ایمان وعمل کی قبولیت کی نوید مل گئی اور انہیں اللہ جل شانہٗ کی رضا کا تاج پہنا دیا گیا، وہ مقدس جماعت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی جماعت ہے، یہی وہ مقدس جماعت ہے جس پر اللہ جل جلالہ کے آخری رسول، قائد المرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خوش تھے، راضی تھے، مطمئن تھے، اسی جماعت کے لئے رحمت و برکت اور فتح کی دعائیں فرماتے تھے، اسی جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے دین کو پھیلایا اور دینِ اسلام کے پھریرے چار دانگ عالم میں لہرا دیئے، اسی جماعت کی کوششوں سے چودہ سو پچیس سال گزرنے کے باوجود زمین سے آسمان تک اللہ کی توحید کا ڈنکہ بج رہا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے سکے جمے ہوئے ہیں، پورا عالم کفر آج بھی محمدی کچھار کے شیروں کی ہیبت سے لرز رہا ہے۔

یہ یونہی نہیں ہیں بلکہ علی کی للکار، طلحہ وزبیر کی وفا، خندق والوں کا صبر، احد

والوں کی وفا کاری، خالد بن ولید کی جھپٹ، سعد بن ابی وقاص کا فرزانہ، بلال کا صبر، اصحاب خیبر کی جاں سپاری، اصحاب بدر کی جاں نثاری، صدیقؓ کی محبت، عمرؓ کی ہیبت، عثمانؓ کی سخاوت اور معاویہؓ کے تدبّر کا تاریخی تسلسل ہے جو آج بھی مسلم امہ کو جہاد کے میدانوں کی طرف پکارتا ہے۔ اسی وجہ سے مسلم نوجوانوں کے تن بدن میں بجلیاں کوند جاتی ہیں۔

اسی مقدس جماعت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ سَهْلٍ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَدِيْنَةَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَاضٍ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ فَاعْرِفُوْا ذٰلِكَ ، اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَاضٍ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عُثْمَانَ وَطَلْحَةَ وَ سَعْدٍ وَ سَعِيْدٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَاعْرِفُوْا ذٰلِكَ لَهُمْ اِحْفَظُوْنِىْ فِىْ اَصْحَابِىْ وَ اَصْهَارِىْ۔ ــ1

"کعب بن مالک اپنے والد سے وہ اپنے دادا سھل سے روایت کرتے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حجۃ الوداع کے بعد جب مدینہ تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: کہ اے لوگو! اچھی طرح جان لو میں ابوبکر سے راضی ہوں، عمرو علی، عثمان، طلحہ، سعد، سعید، عبدالرحمٰن بن عوف سے راضی ہوں، اچھی طرح جان لو۔" میری وجہ سے میرے صحابہ اور میرے سسرال کو اپنے شر سے بچاؤ۔"

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے راضی ہیں، اللہ جل شانہٗ نے

ــ1 (شرح شفا العلامه علی قاری۔ ج ۲، ص ۹۵)

فرمایا: "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔" حبیب تیرا رب بھی تیرے صحابہ پر راضی ہے، اس کے بعد اللہ جل شانہٗ کے سلیم الفطرت بندے تو صحابہؓ کرام سے ناراض نہیں ہو سکتے، اللہ راضی، اللہ کا حبیب راضی، اللہ کے بندے راضی لیکن بدترین خلائق اور چند ذلیل وحقیر لوگ ناراضگی کی وجہ سے انہیں بھونکتے پھریں، تو ان کا کیا بگڑتا ہے۔ اس جماعت کی عظمت کا کیا کہنا؟ جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کی سند اسی دنیا میں حاصل ہوگئی۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے صحابہؓ کرام علیہم الرضوان سے امتحان، ان کے لیے نوید مغفرت، کلمۃ التقوٰی کا ان کے دلوں میں رسوخ اور استحقاق واہلیت کی بشارت، ان کے دلوں میں ایمان کی محبت، فسق ومعصیت سے ان کی ناگواری، روز حشر ان کی عزت وتکریم، ان کے آگے پیچھے نور کی برسات اور صحابہؓ کرام علیہم الرضوان کے سروں پر تاج پہنانا واضح طور پر بیان فرما رہا ہے۔ انہی پاک نفوس کے بارے میں اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔

☆ لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ ــ1

"تم میں سے برابر نہیں، جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ

ــ1 (القرآن: پ۲۷، سورۃ الحدید، آیۃ ۱۰)

ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر ہے۔"

ابن جریر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وَکُلُّ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ وَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَعَدَ اللّٰهُ لَهُمُ الْجَنَّةَ بِاِنْفَاقِهِمْ فِیْ سَبِیْلِهٖ وَقِتَالِهِمْ اَعْدَاءَ۔

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا عِیْسٰی وَحَدَّثَنِیْ الْحَارِثُ قَالَ ثَنَا الْحَسَنُ قَالَ ثَنَا وَرْقَاءُ جَمِیْعاً عَنْ اَبِیْ نُجَیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا وَ اٰمَنُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی قَالَ الْجَنَّةَ۔ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ قَالَ ثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ (وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی) قَالَ الْجَنَّةَ۔1

اور وہ تمام جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا، اللہ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور اس کے دشمنوں سے جنگ کرنے کے بدلے میں۔

ابن جریر اپنی سند کے ساتھ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الحسنٰی کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب صحابۂ کرام سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

ابن جریر دوسری سند کے ساتھ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "الحسنٰی" کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ اس سے جنت مراد ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے

1۔ (جامع البیان عن تاویل آمی القرآن:ص ۲۸۸، ج ۱۳، سورۃ الحدید امام ابن جریر الطبری)

پہلے اور بعد والے صحابہ سے وعدہ کیا ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی لکھتے ہیں:

وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی اَیِ الْمُتَقَدِّمُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَالْمُتَاخِرُوْنَ اللَّاحِقُوْنَ وَعَدَهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعاً الْجَنَّةَ مَعَ تَفَاوُتِ الدَّرَجَاتِ۔1

اور سب سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا، یعنی پہلے پہلے آنے والے اور بعد میں آپ سے ملنے والے، اللہ نے سب سے درجات کے فرق کے باوجود جنت کا وعدہ فرمادیا ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے سب صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کی شان ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

جن کے ساتھ اللہ جل شانہ نے الحسنٰی کا وعدہ فرمایا ہے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ جہنم سے دور رہیں گے۔

☆ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ٥ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ٥ هٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ٥۔2

"بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا، وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ وہ دوزخ کی بھنک بھی نہ سنیں گے اور من مانی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں

1۔ (الجامع الاحکام القرآن للقرطبی:ص ۲۱۹، ج ۹)

2۔ (القرآن:پ ۱۸، سورۃ الانبیاء)

گے، انہیں غم میں نہ ڈالے گی سب سے بڑی گھبراہٹ، اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔"

صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قولِ مبارک نقل فرماتے ہیں۔

کہ میں "الحسنیٰ" والوں میں سے ہوں اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی ان میں سے ہیں۔

مذکورہ آیات سے روزِ روشن سے زیادہ واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے سارے صحابہ، فتح مکہ سے پہلے والے، فتح مکہ سے بعد والے، جس نے بھی حبیب خدا ﷺ کی غلامی اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت عطا فرمادی۔

اہل سنت بھائیو! گستاخ ہذیان و بکواس بکتا ہے، صحابہ کرام کے اسلام لانے سے پہلے کے واقعات دہراتا ہے، ہم کہتے ہیں حالتِ کفر میں وہ کیا تھے؟ اس سے بحث کی ضرورت نہیں، کیا تکلیفیں حضور ﷺ کو پہنچائیں، ان باتوں کا کیا فائدہ، جب خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سارے گناہ معاف کرکے اور ساری تقصیروں سے درگزر کرکے انہیں سینے سے لگالیا۔ حلقۂ غلامی میں بٹھالیا، ان کو جنت کا مالک بنادیا، ہم کون ہوتے ہیں ان پر اعتراض کرنے والے؟

خبردار! سنیو! یہ شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بننے والے غدار ہیں، یہودیوں کے ایجنٹ ہیں، ہم اہل سنت و جماعت ہیں، ہم قرآن کی صداقتوں اور رسول اللہ

ﷺ کے فرامین کے مقابلہ میں گستاخوں کے واویلا کو آوازِ سگاں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔

مذکورہ آیات بینات کی روشنی میں دعوتِ فکر دیتا ہوں ارباب دانش و بینش کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی رسول ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے محدثین، مفسرین، متکلمین، صوفیاء اور فقہاء متفق اللسان ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول خدا ﷺ کے نہ صرف صحابی ہیں، بلکہ فقیہ صحابہ میں سے ہیں، محدث ہیں، کاتب وحی ہیں، مجاہد ہیں، فاتح ہیں، خال المؤمنین کے لقب سے ملقب ہیں۔

حبر الامۃ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بخاری شریف میں ہے:

اَنَّہٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ۔1

"بے شک معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ہیں، ان تمام آیات بینات کے مصداق ہیں، تقویٰ والے، اخلاص والے، مغفرت والے، اجر عظیم پانے والے

کلمۃ التقویٰ کے استحقاق اور اہلیت والے، ایمان سے پیار کرنے والے،

1۔ (صحیح البخاری: ص ۵۳۱، ج ۱)

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ: ص ۴۱۳، ج ۳)

ایمان سے مزین دل والے، کفر، فسوق وعصیان کو نا گوار جاننے والے، الراشدون والے، قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت اعزاز واکرام پانے والے، نور کی برسات والے، رضائے الٰہی کے تاج والے، الحسنیٰ والے، جنت والے، جہنم سے دور رہنے والے، جہنم کی بھنک نہ سننے والے، فرشتوں کے استقبال سے اعزاز پانے والے، مصطفیٰ والے اور خدا والے۔

دورِ حاضر کے بدفطرت، بدترین خلائق جن ہستیوں کے ایمان واسلام پر زبان طعن دراز کرتے ہیں، عیب وریب کے الزام دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے توان مقدس ہستیوں کے ایمان واسلام کو یہود ونصاریٰ وغیرہ کے لئے مثالی اور معیاری ایمان قرار دیا ہے اور تا قیام قیامت دین کی دعوت قبول کرنے والوں کے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو معیارِ حق بنادیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

☆ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ۔ـ 1

"اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے وہ لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں، سنتا ہے! وہی احمق ہیں مگر نہیں جانتے۔"

ابن جریر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

ـ1 القرآن: پ ۱، البقرۃ ۱۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ) یَقُوْلُ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ صَدِّقُوْا کَمَا صَدَّقَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ۔ـ 1

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر مروی ہے کہ "جب کہا جائے ان سے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لائے اصحاب محمدﷺ"

سورۃ البقرۃ میں ہی دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

☆ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا ھُمْ فِیْ شِقَاقٍ۔ـ 2

"پھر اگر وہ یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے ہو جب تو وہ ہدایت پائیں گے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نرے ضد میں ہیں۔"

مذکورہ آیت مبارکہ کے تحت ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَالَ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (فَاِنْ اٰمَنُوْا) یَعْنِی الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی (بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ) یَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ (فَقَدِ اھْتَدَوْا) مِنَ الضَّلَالَۃِ۔ـ 3

"اللہ عزوجل نے مؤمنین سے فرمایا: اگر ایمان لائیں یہود ونصاریٰ

ـ1 (جامع البیان عن تاویل آمی القرآن: ج ۱، الامام ابن جریر طبری)

ـ2 (القرآن: پ اوّل، البقرۃ، ۱۳۷)

ـ3 (تفسیر السمر قندی المسمی بحر العلوم: ج ۱۔ ص ۱۲٤،
سورۃ البقرۃ)

تمھارے ایمان کی طرح اے اصحاب محمد! تو گمراہی سے ہدایت پائیں گے۔"

اسی آیت مبارکہ کے تحت علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْمَعْنٰی اَنْ تَحْدُوا الْاِیْمَانَ بِطَرِیْقٍ یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ مِثْلَ طَرِیْقِکُمْ۔ م۔1

"اگر ایمان تلاش کریں اسی طرح جس طرح اے اصحاب محمد آپ ہیں، تو ہدایت پائیں گے۔"

جس جماعت کے ایمان کو اللہ جل شانہٗ بطور مثال، بطور معیار اور ماڈل پیش کر رہا ہے۔ اس معیار کے بارے میں زبان طعن دراز کرنیوالے، گالیاں بکنے والے، تبرا کرنے والے سوچیں کہ معیارِ حق سے جنگ، دنیا و آخرت میں تباہی و بربادی کا سبب بنے گی۔

اہل اسلام! مقام فکر ہے، سابقہ اُمتوں میں مومنین نے اپنے اپنے رسل کرام کے صحابہ کو برا نہیں کہا، اصحاب نبی پر اعتراض، اصل میں نبی کی تعلیم و تربیت، تبلیغ نبوت اور دعوت توحید پر عدم اعتماد کا اظہار ہوتا ہے۔ حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب پاک پر طعن کرنے والے کسی ایک صحابی کے بارے میں ہی نہیں بکتے، بلکہ شیعہ غالیہ کے اصول کی کتب میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی جماعت کو من حیث الجماعت ۔۔۔۔۔ قرار دیا گیا ہے۔

اب بتائیں اگر قائد المرسلین، سید النبیین ﷺ کی آخری نبوت و رسالت کے بھی اثرات مرتب ہونے تھے تو دین کے کمال و اتمام کا اعلان کس لئے ہوا؟ نبوت

م۔1 تفسیر البیضاوی انوار التنزیل: ج ۱، ص ٤١١

و رسالت کے سلسلہ کو کس لئے ختم کیا گیا؟

کیا پورے قرآن میں بعثتِ حضور کا کہیں یہ مقصد قرار دیا گیا ہے کہ اپنے گھر کے پانچ سات بندے اور دو چار ساتھی پاک کر دو تو آپ کی رسالت کا مقصد پورا ہو جائے گا؟ قرآن کریم میں بعثتِ حضور کا مقصد تو یہ ملتا ہے۔

☆ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۔ م۔1

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔"

اس آیت کریمہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت عظمیٰ کا منشور بتا دیا گیا کہ رسولوں کے قائد، نبیوں کے سردار، دنیا میں اپنے مالک کی پہچان بن کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ کے دین کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کرنے آئے ہیں۔

اہل اسلام غور کریں کتنا عالی و عظیم مقصد ہے جسے شیعوں نے محض ایک گھر کی لڑائی تک محدود کر دیا ہے۔

زمین کا ذرہ ذرہ، آسمان کا گوشہ گوشہ، اٹھارہ ہزار عالمین بڑے شد و مد سے گواہی دے رہے ہیں کہ یا الٰہ العالمین، محمد رسول اللہ ﷺ نے تیری نبوت و رسالت کا حق ادا کر دیا، توحید کا غیر محسوس عقیدہ کائنات نے تیرے محمد کے بولوں میں ایسے سمجھا

م۔1 القرآن: پ ۲٦، سورۃ الفتح، آیۃ ۲۸

کہ انسان تو انسان پتھروں نے بھی پکارا لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ۔

مجھے کہنا پڑے گا کہ شیعیت اسلام سے غداری کا نام ہے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے غداری کا نام ہے، دین اسلام کی عمارت گرا دینے کی سازش ہے، یہودیت کا اسلام پر کھلا حملہ ہے۔

اہل اسلام! ہمارے خالق و مالک کی منشا پوری ہوئی، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد پورا ہوا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے ادیانِ باطلہ اور ان کے داعیوں کو قیامت تک کے لئے پیوندِ زمین کر دیا، اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم بلند کر دیا، بنی نوع انسان کے سینوں میں شرک و کفر کی ظلمتیں دھو کر انہیں توحید کے انوار سے جگمگا دیا ۔منشاء الٰہی کی تکمیل کے لئے، بعثت رسالت کے مقاصد کے حصول کے لئے جہاں خود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محنتوں کی مثال انبیاء و رسل کی تاریخ میں نہیں مل سکتی، وہاں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے اصحاب نے بھی اپنی جان نثاری و فدا کاری کی وہ تاریخ رقم کی کہ خطۂ عالم پر اس کی مثال ملنا مشکل ہے، اسی لئے قرآن عظیم نے محمدی انقلاب کے نقیبوں کی عظمت کو یوں بیان کیا ہے:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّ آ ءُ عَلَی الْکُفَّا رِ رُحَمَآ ءُ بَیْنَھُمْ تَرٰا ھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْ نَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِ ضْوَا نًا سِیْمَا ھُمْ فِیْ وُجُوْ ھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْ دِ ط ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِ نْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰ زَرَہٗ فَا سْتَغْلَظَ فَا سْتَوٰی عَلٰی سُوْ قِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّ اعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّا رَ ط وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ ا وَ عَمِلُوْ ا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ

مَّغْفِرَ ۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔1

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، وہ اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں ان کی علامت، ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان ہیں، ان کی صفت توریت اور انجیل میں ہے، جیسے ایک کھیتی نے اپنا ایک پٹھا نکالا، پھر اسے طاقت دی، پھر دبیز ہوئی، پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی، کسانوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں ۔اللہ نے وعدہ کیا، ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

اہل اسلام! یہ ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ جن کی محنتوں کی گواہی قرآن دے رہا ہے، صحابۂ کرام کے خلاف اپنا بغض ظاہر کرنے کے لئے قرآن مجید میں جب کوئی تائید نہیں ملتی، تو شیعہ تاریخ کے حوالوں میں پناہ لیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں قرآن و سنت کے ہوتے ہوئے تاریخ کے رطب و یابس کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ،ہم نے اللہ اور اس کے رسول کا کلمہ پڑھا ہے، تاریخ کا نہیں کہ ان کی گواہی کے ہوتے ہوئے تاریخ کی طرف بھاگیں، شیعہ ہیں کہ اللہ سے ناراض، رسول اللہ سے ناراض، قرآن سے ناراض، صحابہ سے ناراض، اجتماعی دھارے سے کٹ کر دین اسلام کے نوحہ گر بن کر منہ بسورے ہیں۔ نہ دعوتِ قرآن، نہ اشاعتِ اسلام، نہ احیاء سنت، اہل دانش و بینش سے مخفی نہیں اور یہ سبھی صحابہ کرام کی دشمنی کی نحوست ہے۔

1ـ القرآن: پ ۲٦، سورۃ الفتح

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّرْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الْمَحْفُوْظِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْهَادِيْنَ صَلٰوةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عليه وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

❁......❁......❁

انکار حسینی ہو کہ اقرار بلالی ہو
انکار بھی لافانی اقرار بھی لافانی

(سید محمد عرفان مشہدی موسوی)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقام

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ فَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ۔ 1

”میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس شخص نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس شخص نے ان سے بغض کیا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض کیا اور جس نے صحابہ کو اذیت دی، اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے کا ارادہ کرے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں پکڑے گا۔“

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور حدیث مبارکہ اس طرح ہے:۔

(۱) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ اللّٰهَ اخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوَا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاخْتَارَلِیْ مِنْهُمْ اَرْبَعَةً اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیًّا فَجَعَلَهُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ۔ 2

1۔ جامع ترمذی

2۔ رواہ البزاز بسند صحیح والدیلمی و شرح شفا لعلی قاری رحمہ الباری

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ سارے جہانوں میں سے پسند فرمایا، پھر میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے میرے لئے چار کو پسند فرمایا ہے، یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمانِ غنی، حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انہیں میرے بہترین ساتھی قرار دیا۔''

فضائلِ صحابہ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً، فَقَالُوْا مَنْ هِیَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ۔[1]

''حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی وہ سب دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک گروہ کے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون سا گروہ ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؟ جو میری سنت اور میرے صحابہ کے طریقہ کی پیروی کرنے والا ہوگا۔''

ایک حدیث پاک میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو ساری امت سے بہتر قرار دیا گیا ہے:۔

(۳) عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مَرْفُوْعاً

[1] ترمزی شریف، المستدرک علی الصحیحین

خَيْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔[1]

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر جو ان کے بعد ہونگے، اور پھر جو ان کے بعد ہونگے۔''

(۵) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ مَرْفُوْعًا مَا مِنْ اَصْحَابِیْ يَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُوْرًا لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔[2]

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں مرے گا میرا صحابی کسی زمین میں مگر وہ قیامت کے دن ان کے قائد اور مینارۂ نور کی حیثیت سے اٹھایا جائیگا۔''

ان احادیث عالیہ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ذاتِ رسالت مآب ﷺ سے قرب اور محبت حاصل ہے۔ صحابہ سے محبت، حضور ﷺ سے محبت اور صحابہ سے بغض، حضور اقدس ﷺ سے بغض ہے اور صحابہ کو ایذا دینا گویا کہ حضور رسالت مآب ﷺ کو ایذا دینا ہے۔

ان بدخصلت اور بدفطرت لوگوں کے لئے یہ غور و فکر کا مقام ہے جو صحابۂ کرام کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں، ان کا یہ قبیح فعل ان کے جہنمی ہونے کے لئے

[1] رواہ البخاری والترمذی والحاکم

[2] رواہ الترمذی

کافی ہے۔

حدیث نمبر۲ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے صحابہ انبیاء و مرسلین کے بعد سارے جہان سے اللہ کے ہاں پسندیدہ و منتخب ہیں، معاشرے اور ماحول میں ہمارا منتخب اور چنا ہوا شخص ممتاز مانا جاتا ہے، حالانکہ وہ دنیوی معاملات کے لئے تھوڑے سے علاقے سے چنا جاتا ہے، تو بتایئے جو اللہ جل شانہٗ کا انتخاب ہو اور سارے جہان سے چنا جائے، وہ سارے جہان سے ممتاز کیوں نہ ہو؟ اور سارے جہان والوں پر اس کی تعظیم و تکریم کیوں لازم نہ ہو؟

حدیث نمبر۳ میں رسول اللہ ﷺ نے اہل نجات اور اہل حق کی علامت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پیروی کو قرار دیا ہے۔

جن لوگوں کو آج تک صحابہ سے عناد اور بغض ہے وہ ان کی پیروی کیسے کریں گے؟ اور جو ان کی پیروی نہیں کرینگے، حدیث مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اہل سنت وجماعت جہنمیوں کی جماعت کو پہچانیں اور ان کے حیلے بہانوں اور منافقت سے ہوشیار رہ کر اپنا ایمان بچائیں۔

حدیث نمبر۴ میں رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کو پانے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے، جب صحابہ کرام علیہم الرضوان بہترین امت ہیں تو ان کی تعظیم و تکریم اور ان کے لئے نیک دعا اور ذکرِ خیر، بعد میں آنے والے مسلمانوں پر لازم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:۔

وَعَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَرْفُوْعًا اَکْرِمُوْا

اَصْحَابِیْ فَاِنَّھُمْ خِیَارُکُمْ ۔ـ1

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میرے صحابہ کا اکرام کرو، کیونکہ وہ تم میں سے بہترین لوگ ہیں۔“

حدیث نمبر۵ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی ایک، جس زمین میں دفن ہوگا، روزِ حشر وہ وہاں کے مدفون مسلمانوں کے قائد اور ان کے لئے میدان حشر کو منارۂ نور کی حیثیت سے ان کے آگے آگے جائے گا۔ معلوم ہوا کہ اصحاب رسول ﷺ اہل ایمان، اصحاب جنت کے قائد اور ان کے لئے مینارۂ نور ہیں۔ یقیناً صحابہ کرام کے مخالفین جہنمی اور ظلمت و گمراہی میں بھٹکنے والے ہیں۔

☆......☆......☆......☆

انکار بھی پردم ہو اقرار پہ دم ہو
بے دم انکار عبث بے دم اقرار عبث

سید محمد عرفان مشہدی

ـ1 رواہ النسائی باسناد صحیح او حسن

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

بالعموم مذکورہ آیات بینات واحادیث مبارکہ کے مصداق میں حضرت [illegible] معاویہ یقیناً شامل ہیں۔اب سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فرامین [illegible]کام عالیہ نقل کئے جاتے ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل [illegible]اقب اورانہی کی ذات اقدس سے متعلق ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُمَیْرَۃَ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَ[illegible]وْلِ اللّٰہِ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیاً مَّھْدِیاًوَّاھْدِبِہٖ۔1

"صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن ابوعمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان [illegible]تے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا: [illegible] اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اور ان کے سبب سے لوگوں کو ہدایت دے۔"

حَدَّثَنَا اَبُوْاُمَیَّۃَ عَمْرُو بْنِ یَحْیٰ ابْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ جَدِّیْ یُحَدِّثُ اَنَّ مُعَاوِیَۃَ اَخَذَ الْاَ دَوَاۃَ بَعْدَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَتْبَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِھَا وَاشْتَکٰی اَبُوھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَبَیْنَا ھُوَ یُوْضِیُٔ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَفَعَ رَأْسَہٗ اِلَیْہِ مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ فَقَالَ یَا مُعَاوِیَۃُ اِنْ وُلِّیْتَ اَمْرًا۔ فَاتَّقِ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ قَالَ فَمَا زِلْتُ اَظُنُّ اَنِّیْ مُبْتَلٰی بِعَمَلٍ یَقُوْلُ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰی

1۔ (جامع ترمذی: ص٥٤٧، طبع کراچی)

وُلِّیْتُ۔1

"ابوامیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا سے سنا کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیمار ہونے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ کو وضو کرا رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے سر اٹھا کر انہیں ایک دو بار دیکھا، پھر فرمایا: اگر تم حاکم بنو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔ حضرت امیر معاویہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے مجھے ہمیشہ یہ گمان رہا کہ میں اس عمل میں مبتلا کیا جاؤں گا، یہاں تک کہ مجھے حاکم بنا دیا گیا۔"

امام ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تَوَضَّؤُا قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّا نَظَرَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُعَاوِیَۃُ اِنْ وُلِّیْتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰہَ وَاعْدِلْ فَمَا زِلْتُ اَظُنُّ اَنِّیْ مُبْتَلٰی بِعَمَلٍ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی وُلِّیْتُ۔2

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو کرو، جب آپ نے وضو کیا، تو میری طرف دیکھا اور فرمایا! اے معاویہ! جب تم کسی جگہ حکومت کرو، تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا، پس رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے میں ہمیشہ یہ گمان کرتا رہا کہ میں حکومت کرنے پر مقرر کیا جاؤں گا، حتی کہ مجھے حاکم بنا دیا گیا۔"

1۔ مسند امام احمد: ج٤ ص١٠١، طبع بیروت

2۔ مسند ابو یعلی: ج٦، ص٤٤٢، طبع بیروت

حافظ ہیثمی نے لکھا ہے کہ امام احمد اور امام ابو یعلیٰ کی اس روایت کے راوی صحیح ہیں۔

(٤) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ۔ 1

حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو لکھنا اور حساب کرنا سکھا دے اور اس کو عذاب سے بچا۔"

اس حدیث کو امام بزاز اور امام احمد نے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے۔

(٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِسْتَوْصِ مُعَاوِيَةَ فَاِنَّهٗ اَمِيْنٌ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَنِعْمَ الْاَمِيْنُ هُوَ۔ 2

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا:

اے محمد ﷺ معاویہ سے خیر خواہی کرو کیونکہ وہ اللہ کی کتاب پر امین ہیں اور کیا ہی اچھے امین ہیں۔"

(٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ 3

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھتے تھے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے

1۔ رواہ البزاز واحمد فی حدیث طویل، مجمع الزوائد: ج۹ ص۳۵٦

2۔ مجمع الزوائد: ج۹ ص۳۸۷۔ 3۔ رواہ الطبرانی و اسناد حسن

روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔"

(٧) عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ الْاَصَمِّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَتْلَاىَ مُعَاوِيَةَ فِى الْجَنَّةِ، رواہ الطبرانی ورجالہ وثقوا و فی بعضھم خلاف۔ 1

"حضرت یزید بن اصم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے اور معاویہ کے لشکروں کے شہید جنت میں ہیں۔"

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے بعد راویوں کی توثیق کی گئی ہے ان میں سے بعض میں اختلاف ہے۔"

٨ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا م بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَشْبَهَ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَمِيْرِكُمْ هٰذَا يَعْنِىْ مُعَاوِيَةَ رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح غیر قیس۔ 2

"حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ، رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ نماز پڑھتا ہو۔"

اولین بحری بیڑہ کی ایجاد

تاریخ اسلام میں بحری بیڑہ کی تیاری اور بحری جہاد کا پہلا واقعہ ۲۸ ہجری میں ہوا۔

1۔ مجمع الزوائد: ج۹ ص۳۵۷

2۔ مجمع الزوائد: ج۹ ص۳۵۷

ابن خلدون لکھتے ہیں:

حضرت معاویہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے بحری بیڑہ تیار کرایا اور مسلمانوں کو اس کے ذریعہ جہاد کی دعوت دی، ہمیں یہاں تاریخی حیثیت ذکر کرنے کی غرض نہیں بلکہ اس کے متعلق جو عظیم سعادت انہیں حاصل ہوئی اس کا ذکر مقصود ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے۔

اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِىْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا۔ 1

''بحری لڑائی لڑنے والے میری امت کے پہلے لشکر نے اپنے اوپر جنت واجب کرلی ہے۔''

۲۷ھ ہجری حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحری بیڑہ لے کر قبرص کی جانب روانہ ہوئے اور ۲۸ ہجری میں وہ آپ کے ہاتھوں فتح ہو گیا اور پھر آپ نے وہاں کے لوگوں پر جزیہ عائد کیا۔ 2

یہ تمام روایات، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کو ظاہر کرتی ہیں، ہم نے بلا تبصرہ نقل کردی ہیں ہم معاندین حضرت معاویہ کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ وہ اپنی خواہشات نفس کی پوجا چھوڑ کر، اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے ارشادات مبارکہ پر ایمان لاتے ہوئے، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی چھوڑ کر انہیں صحابیِ رسول سمجھتے ہوئے ان کی تعظیم و تکریم کریں اور اپنی موجودہ روش پر قائم رہتے ہوئے اپنی عاقبت تباہ برباد نہ کریں۔

1۔ صحیح البخاری: ص ۳۱۰، ج ۱، طبع دھلی

2۔ ابن خلدون: ص ۱۰۰۸ ج ۲ طبع بیروت

تمام صحابہ پر طعن کی ممانعت

اس مختصر کتاب میں صرف پانچ احادیث ذکر کی جارہی ہیں۔

(1) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ مَرْفُوْعاً لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِىْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ۔ 1

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو، کیونکہ تم سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ ڈالے تو ان کے مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا، اور نہ اس کے نصف کو۔''

یہ حدیث مسلم اور ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے اور ابوبکر زرقانی نے اس کو علیٰ شرط شیخین روایت کیا ہے۔

(2) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ مَّرْفُوْعاً اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِىْ اَصْحَابِىْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضاً فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِىْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِىْ وَمَنْ آذَانِىْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ۔ 2

''حضرت عبداللہ بن مغفل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، ان کو اپنی بدگوئی کا نشانہ

1۔ (رواہ البخاری و مسلم و ابو داؤد و الترمذی و رواہ المسلم و ابن ماجۃ عن ابی ہریرہ و رواہ ابوبکر البرقانی علی شرط الشیخین)

2۔ رواہ الترمذی

نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کرنی ہو وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے اور جس نے ان سے بغض رکھنا ہے تو اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، اسے اللہ تعالیٰ جلد پکڑے گا۔"

3 عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَرْفُوْعاً اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔ ـ1

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں، تو یوں کہو کہ اللہ کی لعنت ہو تمھارے شر پر۔"

4 وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ ـ2

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے صحابہ کی بدگوئی کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔"

5 عَنِ الْحَسَنِ مَرْفُوْعاً اَنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَاباً فَجَعَلَ لِیْ مِنْھُمْ

ـ1 رواہ الترمذی

ـ2 الناھیۃ عن طعن معاویہ علامہ پرہاروی

وُزَرَاءَ وَاَنْصَارًا وَ اَصْھَارًا فَمَنْ سَبَّھُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَ الْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفاً وَّلَا عَدَلًا ۔ ـ1

"حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے رفقاء کو چنا، ان سے میرے وزیر مشیر و رشتہ دار بنائے لہٰذا جس نے ان کی بدگوئی کی کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہیں فرمائے گا۔"

❀❀❀❀❀

لحہ لحہ سنتا ہوں آذانِ کربلا
عرفان اُٹھ کہ نوبت جماعت کی آئی ہے
سید محمد عرفان مشہدی

1 رواہ الطبرانی و الحاکم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں

امیر المؤمنین مراد رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکوہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

دَعُوْنَا مِنْ ذَمِّ فَتٰی قُرَیْشٍ مَّنْ یَّضْحَکُ فِی الْغَضَبِ وَلَا یَنَالُ مَا عِنْدَہٗ اِلَّا عَلَی الرِّضَا وَلَا یُؤْخَذُ مَا فَوْقَ رَأْسِہٖ اِلَّا مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْہِ۔ م 1

قریش کے اس جوان کی برائی مت کرو جو غصہ کے وقت ہنستا ہے اور اس کے پاس جو کچھ ہے اس کی رضا مندی کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا اور اس کے سر کی چیز حاصل کرنے کے لئے اس کے قدموں پر جھکنا پڑتا ہے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم میرے بعد فرقہ بندی سے بچو، اور اگر تم نے ایسا کیا تو سمجھ رکھو کہ معاویہ شام میں موجود ہے۔ 2

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے، تم قیصر و کسریٰ کی تعریف کرتے ہو، حالانکہ تم میں معاویہ موجود ہے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ کو شام میں

م 1 الا ستیعاب ابن عبد البر: ص ۳۷۷ ج ۳ طبع مصر

م 2 ابن حجر الاصابہ: ص ۴۱۴ ج ۳ طبع مصر

گورنر مقرر کیا، دنیا جانتی ہے کہ فاروق اعظم گورنروں کے تقرر میں بہت محتاط تھے، جب تک کسی شخص پر مکمل اطمینان نہ ہو جاتا، اسے کسی علاقے کا امیر نہ بناتے، پھر جسے گورنر بناتے اس کی پوری نگرانی کرتے، اسے معزول کر دیتے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ کو گورنر مقرر کرنا اور انہیں تمام زندگی اس عہدے پر برقرار رکھنا، امیر المؤمنین کا آپ پر مکمل اطمینان ظاہر کرتا ہے۔

☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا، وہ بھی آپ پر مکمل اعتماد کرتے تھے۔ آپ کو شام کی گورنری کے عہدہ پر نہ صرف باقی رکھا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اردن، حمص، قنسرین، فلسطین وغیرہ بھی آپ کی گورنری میں دے دیئے۔

☆ اسد اللہ الغالب میرے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے شامی لشکر کے بارے میں وہ ارشاد، جو بطور اعلان تمام شہروں میں بھیجا۔

وَکَانَ بُدَاءُ اَمْرِنَا اَنِ الْتَقَیْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ وَالظَّاھِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِی الْاِسْلَامِ وَاحِدَۃٌ وَلَا نَسْتَزِیْدُھُمْ بِاللّٰہِ وَالتَّصْدِیْقِ بِرَسُوْلِہٖ وَلَا یَسْتَزِیْدُوْنَنَا اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِیْہِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْہُ بَرَاءٌ۔ م 1

"ہمارے آپس کے جھگڑے کا آغاز یہ ہے کہ ہم اور شامی آپس میں ٹکرا گئے،

م 1 معتمد شیعی کتاب نہج البلاغۃ ص ۸۱۱

حالانکہ ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے، ہماری دعوت اسلام بھی ایک ہے، ایمان باللہ اور تصدیق رسل میں، نہ ہم ان سے کسی اضافے کا مطالبہ کرتے ہیں اور نہ وہ ہم سے کرتے تھے، ہم سب ایک تھے، اختلاف تو صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون میں تھا، حالانکہ اس خون میں ہم بری الذمہ تھے۔‘‘

میرے مولا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا ارشاد گرامی:

رَوٰی جَعْفَرٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ یَقُوْلُ اِنَّا لَمْ نُقَاتِلْ هُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَهُمْ وَلَمْ یُقَاتِلُوْنَا عَلَی التَّکْفِیْرِ لَنَا وَلٰکِنَّا رَاَیْنَا اَنَّا عَلٰی حَقٍّ رَاَوْ اَنَّنَا عَلٰی حَقٍّ۔ـ 1

’’حضرت امام جعفر صادق اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک علی اپنے محاربین کے متعلق فرماتے تھے، بے شک ہم ان سے اس لئے نہیں لڑے کہ وہ کافر تھے، اور نہ اس لئے کہ وہ ہم کو کافر کہتے تھے بلکہ وجہ یہ ہوئی کہ ہم نے آپنے آپ کو حق پر سمجھا اور انہوں نے خود کو حق پر سمجھا۔ یعنی اس جنگ کی بنا اجتہاد پر تھی۔‘‘

میرے مولا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تیسرا ارشاد گرامی جس میں آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شامی لشکر کو اپنا بھائی فرمایا:

1۔ لابی عباس عبداللہ بن جعفر الحمیری ابی محمد علی من اصحاب الامام العسکری قرب الاسنادص ۴۵ طبع تہران)

جَعْفَرٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمْ یَکُنْ یَنْسَبُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ حَرْبِهٖ اِلَی الشِّرْكِ وَلَا اِلَی النِّفَاقِ وَلٰکِنْ یَقُوْلُ هُمْ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا۔ـ 1

’’حضرت امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک علی علیہ السلام اپنے محاربین میں سے کسی کو بھی مشرک اور منافق نہیں کہتے تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہماری اطاعت نہیں کی۔‘‘

میرے مولا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چوتھا ارشاد گرامی:

اَیُّهَا النَّاسُ لَا تَکْرَهُوْا اِمَارَةَ مُعَاوِیَةَ فَاِنَّکُمْ لَوْ فَقَدْتُمُوْهُ رَاَیْتُمُ الرُّؤُسَ تَنْدُرُ عَنْ کَوَاهِلِهَا کَاَنَّهَا الْحَنْظَلُ۔ـ 2

’’حضرت علی المرتضیٰ جب جنگِ صفین سے واپس لوٹے تو فرمایا: اے لوگو! تم معاویہ کی گورنری اور امارت کو ناپسند نہ کرو کیونکہ اگر تم نے انہیں گم کر دیا تو دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جس طرح حنظل کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔‘‘

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرامین عالیہ سے بخوبی واضح ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مومن، مسلمان، مخلص اور اپنا بھائی قرار دیا ہے اور وہ اپنے اور ان کے درمیان جنگ کو ان کی اجتہادی خطاء پر

1۔ قرب الاسناد: ص ۴۵، طبع تہران

2۔ حافظ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ: ص ۱۳۱ طبع مصر

محمول کرتے تھے، اس لئے میرے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو جنتی قرار دیا۔

سُئِلَ قِتَالُ يَوْمِ الصِّفِّيْنِ فَقَالَ قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِى الْجَنَّةِ۔ 1

صفین کے قتال کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا گیا۔

"ہمارے مقتول اوران کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔"

❀❀❀❀❀

1۔ کنزالعمال: ج ٦، واقعۃ الصفین

سیدنا امام ابومحمد الحسن وسیدنا ابوعبداللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ يَا قَيْسُ قُمْ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهُ فَقَالَ يَا قَيْسُ اِنَّهُ اِمَامِى يَعْنِى الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ 1

"امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مع ساتھیوں کے شام بلایا، جب یہ سب آ گئے تو گفتگو کے آخر میں امیر معاویہ نے امام حسن سے فرمایا:

"اٹھئے اور میری بیعت کیجئے، آپ اٹھے اور بیعت کی، پھر امام حسین کو اٹھ کر بیعت کرنے کو کہا، انہوں نے بھی اٹھ کر بیعت کی، پھر قیس کو فرمایا: اٹھ کر بیعت کرو، اس نے امام حسین کی طرف نظر کی تا کہ مرضی معلوم کر سکے، آپ نے فرمایا: اے قیس! امام حسن میرے امام ہیں۔"

یہی حوالہ اہل سنت کی کتاب الاستیعاب میں یوں ہے:۔

اِجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ حُسَيْنٌ بَايَعَ لَهُ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَمَاعَةٌ مِمَّنْ مَعَهُ۔ 2

1۔ (شیعی کتب رجال کشی: ص ١١٢، تذکرہ قیس بن سعد، مطبوعہ کربلا)

2۔ (الاستیعاب تحت الاصابہ: ص ٣٦٨، ج٣، طبع بیروت)

''جب حضرت امام حسن اور ان کی جماعت نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تو سب لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر متفق ہو گئے۔''

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح اور شرائط کے بارے میں تاریخ طبری سے اقتباس:

وَقَدْ صَالَحَ الْحَسَنُ مُعَاوِيَةَ عَلٰى اَنْ جَعَلَ لَهٗ مَا فِيْ بَيْتِ مَالِهٖ وَخِرَاجِ دَارِ اَبْجَرْدِ وَعَلٰى اَنْ لَّا يُشْتَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ يَسْمَعُ فَاَخَذَ فِيْ بَيْتِ مَالِهٖ بِالْكُوْفَةِ وَكَانَ فِيْهِ خَمْسَةُ الَافِ اَلْفٍ۔ 1

''حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح اس شرط پر کی تھی کہ کوفے کے بیت المال میں جو کچھ ہے وہ ان کا ہوگا، نیز! ابجرد کا خراج ان کو ملا کرے گا اور یہ کہ ان کے سامنے حضرت علی پر سب وشتم نہیں ہوا کرے گا۔ پس انہوں نے وہ تمام رقم لے لی جو کوفہ کے بیت المال میں تھی اور وہ پانچ کروڑ تھی۔''

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نذرانہ پیش کیا جو چالیس کروڑ درہم تھا۔''2

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ

۔1 (تاریخ طبری: ج ٦ ص ٩٢) 2 (مرقاۃ۔ شرح مشکوۃ)

عنہ کو بیت المال سے بقول بعض پچاس لاکھ اور بعض ستر لاکھ روپے دیئے تھے۔1

حافظ ابن حجر عسقلانی محدث لکھتے ہیں:

''امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو چار لاکھ درہم دیئے۔''2

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سالانہ دس لاکھ درہم مقرر کئے اور اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس سال زندہ رہے۔''3

علامہ بدرالدین عینی محدث حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین لاکھ درہم، ایک ہزار کپڑے، تیس غلام، اور ایک سو اونٹ پیش کئے۔''4

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں دمشق میں تشریف لے جاتے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ہمراہ ہوتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو انعامات دیتے یہاں تک کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے جاتے رہے۔

۔1 (البدایہ والنھایہ: ج ٨ ص ٤١) ۔2 (الاصابہ تمیز الصحابہ: ج ۱، ص ۳۳۰، طبع بیروت)

۔3 (الاصابہ تمیز الصحابہ: ج ۱، ص ۳۳۰)

۔4 (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری: ص ۲۸۳، طبع بیروت)

وَلَمَّا تُوُفِّیَ الْحَسَنُ كَانَ الْحُسَيْنُ يَغْدُوْ اِلٰی مُعَاوِيَةَ فِیْ كُلِّ عَامٍ يُعْطِيْهِ وَيُكْرِمُهٗ۔ ـ 1

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاتے، وہ ان کا اعزاز بھی کرتے اور انعامات بھی پیش کرتے رہے۔"

ان حوالہ جات سے بالکل واضح ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتنا گہرا تعلق تھا۔ کیا کوئی محب اہل بیت یہ تصور کر سکتا ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اصحابی رسول نہ سمجھتے تو اپنی جماعت کے ہمراہ ان کی بیعت کر لیتے؟ ان کے پاس آتے جاتے؟ ان کے مہمان بنتے؟ ان سے کروڑوں روپیہ نذرانہ لیتے؟ خلافت ان کے سپرد کرتے؟ انہیں اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے؟ جب حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قلبی تعلق ہے تو دشمنان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار، مدعی سست گواہ چست والا کردار نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت اور قدر و منزلت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

☆ حبر الامۃ مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک

ـ 1 (البدایه والنهایه: ج۸ ص ۱۶۲)

فقہی مسئلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی گئی تو آپ نے فرمایا: " اَنَّهٗ فَقِيْهٌ" ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا "اَنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ"، کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے، ان پر اعتراض نہ کرو۔

اس طرح آپ کی خدمت میں آپ کے آزاد کردہ غلام کریب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں وتر کی تین رکعتوں کی بجائے ایک رکعت پڑھنے کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا:

اَصَابَ اَیْ بُنَیَّ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَّا اَعْلَمَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ۔ ـ 1

"اے بیٹے! جو کچھ معاویہ نے فرمایا، صحیح ہے، کیونکہ ہم میں معاویہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دنیاوی امور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول مشہور ہے:

" مَا رَاَیْتُ اَخْلَصَ یَا اَحْرٰی لِلْمُلْكِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ۔ ـ 2

" کہ میں نے معاویہ سے بڑھ کر سلطنت اور بادشاہت کے لائق کسی اور کو نہیں دیکھا"

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص کی گورنری سے عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گورنر مقرر

1ـ (صحیح بخاری شریف، الاستیعاب: ج۳ ص ۳۸۳)

ـ 2 ـ ابن کثیر، البدایہ والنھایہ: ج۸ ص ۱۳۹

کیا، ان کے کچھ مؤیدین نے ان کے سامنے چہ میگوئی کی تو عمیر بن سعد نے فرمایا:

لَا تُذْكُرُوْا الْمُعَاوِيَةَ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهٖ۔ ـ1

"معاویہ کا ذکر صرف بھلائی کے ساتھ کرو، کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان کے متعلق یہ دعا دیتے سنا ہے، اے اللہ! اس (معاویہ) کے ذریعہ سے ہدایت عطا فرما۔"

☆ حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں (حضرت علی و معاویہ کی جنگوں میں غیر جانبدار رہے) فرمایا کرتے تھے:

مَا رَاَيْتُ بَعْدَ عُثْمَانَ اَقْضٰى بِحَقٍّ مِّنْ صَاحِبِ هٰذَا الْبَابِ يُعْنِىْ مُعَاوِيَةَ۔ ـ2

"میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کسی کو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر حق کا فیصلہ دینے والا نہیں پایا۔"

☆......☆......☆......☆

ـ1 (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ: ج۸، ص۱۳۵)

ـ2 جامع ترمذی اص۲۴۷، ج۲، طبع بیروت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تابعین کی نظر میں

☆ سیدنا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور تابعی ہیں جن کو بالاتفاق خلفائے راشدین میں شمار کیا گیا ہے، اپنے عہد حکومت میں کسی کو کوڑے نہیں لگوائے مگر ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زبان درازی کی تھی اس کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں۔

☆ امام دار الھجرہ سیدنا مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ اَبْغَضَ الصَّحَابَةَ فَلَيْسَ لَهٗ فِيْ فَيْئِ الْمُسْلِمِيْنَ حَقٌّ اَنَّهٗ يُخْرِجُ بِذَالِكَ عَنْ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ ـ1

"جس شخص نے صحابہ سے بغض کیا، اس کا مسلمانوں کے مال میں کوئی حق نہیں، کیونکہ وہ صحابہ کی وجہ سے جماعت المسلمین سے خارج ہے۔"

وَقَالَ اَيْضًا مَنْ غَاظَ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَهُوَ كَافِرٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ ـ2

"جو شخص اصحاب رسول پر غضب ناک ہوا وہ کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان پر کافر غضبناک ہوتے ہیں۔"

☆ مشہور محدث فقیہ ولی اللہ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ـ1 (الا ستیعاب تحت اصابہ: ص ۳۸۳ ج۳ طبع مصر، البدایہ والنہایہ: ص ۱۳۹ ج۸)

ـ2 (شرح شفاء لعلی قاری: ج۲ ص۹۸)

سے سوال کیا گیا کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز میں کون افضل ہے؟ عبداللہ ابن مبارک غصے میں آئے اور فرمایا:

تم ان دونوں کی آپس میں نسبت پوچھتے ہو، خدا کی قسم! جو مٹی نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے حضرت معاویہ کی ناک کے سوراخ میں چلی گئی وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔" 1

☆ جلیل القدر بزرگ حضرت معافی بن عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

بھلا ایک تابعی ایک صحابی کے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں۔ ان کی بہن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقد میں تھیں، انہوں نے وحی خداوندی کی کتابت کی اور حفاظت کی اور پھر یہ حدیث پڑھی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے میرے اصحاب اور رشتہ داروں کو برا کہا، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ 2

1 (البدایہ والنھایہ: ج ۸ ص ۱۳۹)

2 (البدایہ والنھایہ: ج ۸ ص ۱۳۹)

اکابر اہل سنت کے نظریات

☆ علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان نزاع میں مذہب اہل سنت و جماعت بیان کرتے ہیں:

وَفِيْهِ اَنَّ اَصْحَابَ عَلِيٍّ اَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ اِلَى الْحَقِّ وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيْبُ وَاِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا وَهُوَ مَاجُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ۔ 1

دو گروہوں میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ حق کے زیادہ قریب ہے۔ یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے، یقیناً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصیب تھے، اگرچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے اور آپ کو انشاء اللہ اجر ملے گا۔"

☆ اہل سنت و جماعت کے عظیم محدث حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ میرے مولا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہوں کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ واضح فرماتے ہیں:

مَذْهَبُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ وَالْاِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَتَاوِيْلُ قِتَالِهِمْ وَاَنَّهُمْ مُجْتَهِدُوْنَ مُتَاوِّلُوْنَ لَمْ يَقْصُدُوْا مَعْصِيَةً وَلَا مَحْضَ الدُّنْيَا بَلِ اعْتَقَدَ كُلُّ فَرِيْقٍ اَنَّهُ الْحَقُّ وَمُخَالِفُهٗ بَاغٍ فَوَجَبَ عَلَيْهِ قِتَالُهٗ

1 (البدایہ والنھایہ: ص ۲۸۹، ج ۷)

لِيَرْجِعَ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ وَكَانَ بَعْضُهُمْ مُصِيْبًا وَبَعْضُهُمْ مُخْطِئًا مَعْذُوْرًا فِى الْخَطَاءِ لِاَنَّهٗ بِالْاِجْتِهَادِ وَالْمُجْتَهِدُ اِذَا اَخْطَاَ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَكَانَ عَلِىٌّ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ هُوَ الْحَقُّ فِىْ ذٰلِكَ الْحُرُوْبِ ، هٰذَا مَذْهَبُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَكَانَتِ الْقَضَايَا مُشْتَبِهَةً حَتّٰى اَنَّ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ تَحَيَّرُوْا فِيْهَا فَاعْتَزَلُوْا وَلَوْا يَتَيَقَّنُوْا الصَّوَابَ لَمْ يَتَاَخَّرُوْا عَنْ مُسَاعَدَةٍ۔ 1

اہل سنت اور اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ دونوں فرقوں کے بارے میں اچھا گمان رکھا جائے اور ان کے درمیان جو اختلاف پیدا ہوا تھا، اسے بیان کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کے درمیان قتال کی تاویل کی جائے، وہ مجتہد تھے، صاحب اجر بنے۔ انہوں نے محض دنیا کے حصول اور گناہ کا ارادہ نہیں کیا تھا، بلکہ ان میں سے ہر فریق کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے۔

پس ان پر باغی کے خلاف جنگ ضروری ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے امر کی طرف لوٹ آئیں، ان میں سے بعض اس مسئلہ میں حق پر تھے اور بعض خطا پر تھے لیکن خطا میں معذور تھے، کیونکہ خطا اجتہادی تھی اور مجتہد جب خطا کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے۔ یہ اہل سنت کا مذہب ہے اور یہ مسائل مشتبہ امور میں سے تھے یہاں تک کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت ان میں متحیر ہوگئی اور وہ دونوں گروہوں میں جدا ہو گئے اور انہوں نے قتال میں حصہ نہیں لیا اور انہیں درستگی کا یقین

1۔ (نووی شرح مسلم: ص ۳۹۰)

ہوتا تو حق کی مدد سے کبھی پیچھے نہ رہتے۔"

☆ اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر محدث وفقیہ حضرت علامہ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا مذہب نقل فرماتے ہیں:

وَلَا نَذْكُرُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا بِخَيْرٍ يَعْنِىْ وَاِنْ صَدَرَ مِنْ بَعْضِهِمْ بَعْضُ مَا هُوَ فِى الصُّوْرَةِ شَرٌّ فَاِنَّهٗ اِمَّا كَانَ عَنْ اِجْتِهَادٍ وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى وَجْهِ فَسَادٍ مِّنْ اِصْرَارٍ وَّعِنَادٍ بَلْ كَانَ رُجُوْعُهُمْ عَنْهُ اِلٰى خَيْرِ مَعَادٍ بِنَاءً عَلٰى حُسْنِ الظَّنِّ بِهِمْ وَلِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِىْ وَلِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِىْ فَاَمْسِكُوْا وَلِذَالِكَ ذَهَبَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اِلٰى اَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ قَبْلَ فِتْنَةِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَكَذَا بَعْدَهَا وَلِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهتديتم رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَ غَيْرُهُمَا۔

وَقَالَ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ فِىْ عَقِيْدَةٍ وَمَا نُقِلَ فِىْ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَمِنْهُ مَا هُوَ بَاطِلٌ وَكَذِبٌ فَلَا يُلْتَفَتُ اِلَيْهِ وَمَا كَانَ صَحِيْحًا اَوَّلْنَا تَاوِيْلًا لِاَنَّ الثَّنَاءَ عَلَيْهِمْ مِنَ اللّٰهِ سَابِقٌ وَمَا نُقِلَ مِنْ كَلَامٍ اِلَّا حَقٌّ مُحْتَمَلٌ لِلتَّاوِيْلِ وَالْمَشْكُوْكُ وَالْمَوْهُوْمُ لَا يُبْطِلُ الْمُحَقَّقَ وَالْمَعْلُوْمَ۔ 1

1۔ (شرح فقه اکبر: ص ۸۷)

"ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکرِ خیر صرف خیر سے کرتے ہیں، اگرچہ ان میں سے بعض باتیں ایسی بھی صادر ہوئیں جو بظاہر شر ہیں، ایسی باتیں اجتہاد پر مبنی تھیں نہ کہ فساد کی بنا پر اور دشمنی کے لئے، بلکہ ان کے ساتھ اچھا گمان رکھتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ ان امور سے رجوع کر کے بہترین معاد کی طرف آگئے تھے۔ کیونکہ نبی اقدس ﷺ کا فرمان ہے: تمام زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے اور نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو ان کی برائی بولنے سے رک جاؤ۔

اس لئے جمہور علماء اس طرف گئے ہیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادل ہیں اور ان کی یہ عدالت حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلقہ فتنوں کے احوال سے قبل بھی تھی اور بعد میں بھی، اس لئے نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں، ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔" اس کو دارمی اور ابن عدی وغیرہما نے روایت کیا ہے۔ ابن دقیق العید نے اپنے عقیدہ میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہماری طرف صحابہ کے اختلاف کے بارے میں نقل کیا گیا ہے، اس میں کچھ تو سراسر جھوٹ ہے، اس کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا اور جو صحیح ہے ہم اس کی تاویل کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تعریف پہلے آچکی ہے اور جو بعد میں نقل کیا گیا ہے، اس میں تاویل کا احتمال ہے اور مشکوک اور موہوم بات تحقیق کو باطل نہیں کر سکتی۔"

☆ صحابہ کرام علیہم الرضوان پر تاریخ کا کچرا پھینکنے والوں کے لئے محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اصول بیان فرماتے ہیں۔

صحبت ایشاں با پیغمبر علیه السلام یقینی است و نقلهائے دیگر ظنی و ظن با یقین معارض نگر ددو یقینی با ظنی متروك نشد۔ م 1

"صحابہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شرف صحابیت یقینی ہے اور انکے خلاف جو کچھ لکھا گیا ظنی ہے، اور ظن یقین کے معارض نہیں ہو سکتا اور یقین کو ظن کی وجہ سے چھوڑا نہیں جا سکتا۔"

☆ حضور غوث الثقلین، سلطان الاولیاء، سیدنا امام شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلافت سے دستبردار ہو کر امرِ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپنا ان سے ثابت و صحیح ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام سے رسول خدا ﷺ کا وہ فرمان ثابت ہو گیا کہ جس میں حضور ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صلح کرنے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت واجب ہو گئی، اس سال کا نام "سن جماعت" اس لئے رکھا گیا

م 1 (تکمیل الایمان ۔ فارسی)

کہ مسلمانوں کا اختلاف ختم ہوگیا اور سب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرلیا پھر کوئی تیسرا مدعی خلافت باقی نہ رہا۔ ۔1

☆ قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

امام مالک کہ از تابعین است و معاصر او اعلم علماء مدینہ شاتم معاویہ و عمرو بن العاص را بقتل حکم کردہ است چنانچہ بالا گزشت اگر او مستحق شتم نمی بود چرا حکم بقتل شاتم او میکرد پس معلوم شد کہ شتم او از کبائر دانستہ حکم بقتل شاتم او کردہ وایضا شتم ابی بکر و عمر و عثمان ساختہ است چنانچہ بالا گزشت پس معاویہ مستحق ذم و نکوہش نباشد۔ ۔2

"امام مالک جو اجلہ تابعین میں سے ہیں اور ان کے معاصر ہیں اور مدینہ منورہ کے علماء میں سے بزرگ عالم ہیں، انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن العاص کو گالی دینے والے کے قتل کا فتوی دیا ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعی گالی کے مستحق ہوتے تو پھر ان کے گالی دینے والے کے لئے قتل کا حکم کیوں دیا جاتا؟ لہذا معلوم ہوا کہ انہیں گالی

۔1 (غنیة الطالبین مترجم: ص ۱٦٥)

۔ 2 (از مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم: مکتوب نمبر ۲٥۱)

دینا امام مالک کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اسی لئے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گالی دینا ابوبکر صدیق و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینا ہے، لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گالی دیئے جانے اور برا کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔"

☆ اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر محقق متکلم علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ وَنُجَبَائِهِمْ وَمُجْتَهِدِيْهِمْ وَلَوْ سُلِّمَ مِنْ صِغَارِهِمْ فَلَا شَكَّ فِيْ اَنَّهٗ دَخَلَ فِيْ عُمُوْمِ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ الْوَارِدَةِ فِيْ تَشْرِيْفِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بَلْ قَدْ وَرَدَ فِيْهِ بِخُصُوْصِهٖ اَحَادِيْثُ لِقَوْمِهٖ عَلَيْهِ الصلوةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْحِسَابَ وَالْكِتَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

وَمَا قِيْلَ مِنْ اَنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ فِيْ فَضْلِهٖ حَدِيْثٌ مَحَلُّ نَظَرٍ وَكَانَ السَّلَفُ يَغْضِبُوْنَ مَنْ سَبَّهٗ وَطَعَنَهٗ وَقِيْلَ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاوِيَةَ صَلَّى الْوِتْرَ رَكْعَةً وَّاحِدَةً فَقَالَ دَعْهُ، فَاِنَّهٗ فَقِيْهٌ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا فِي الصَّحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَسَبَّهٗ رَجُلٌ عِنْدَ خَلِيْفَةِ الرَّشِدِ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَجَلَّدَهٗ وَقَالَ آخَرُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَزِيْدُ فَجَلَّدَهٗ وَقِيْلَ الْاِمَامُ الْجَلِيْلُ عبد اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ مُعَاوِيَةُ اَفْضَلُ اَمْ عُمَرُ ابْنُ الْعَزِيْزِ وَقَالَ غُبَارُ فَرَسِ مُعَاوِيَةَ اِذَا غَزَا

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ وَقَالَ الْقَاضِی عیاض المالکی فِی الشِّفَاءِ
قَالَ مَالِكٌ مَنْ شَتَمَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ اَبَا بَكْرٍ اَوْ عُمَرَ اَوْ عُثْمَانَ اَوْ
مُعَاوِیَةَ اَوْ عُمَرَو بْنَ الْعَاصِ فَاِنْ كَانُوْا عَلٰی كُفْرٍ اَوْ ضَلَالٍ قُتِلَ وَاِنْ شَتَمَهُمْ
بِغَیْرِ هٰذَا مِنْ مُشَاتَمَةِ النَّاسِ نُكِلَ شَدِیْدًا۔ 1

”یقیناً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبار صحابہ میں سے ہیں، آپ کا شمار نجباء اور مجتہدین صحابہ میں ہوتا ہے، اگر انہیں صغار صحابہ میں سے بھی تسلیم کیا جائے تو پھر بھی آپ یقیناً ان تمام احادیث صحیحہ کے مصداق ہیں جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت میں وارد ہوئیں، بلکہ خاص طور پر آپ کی شان میں بھی احادیث وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور آپ کے ذریعے اوروں کو ہدایت دے۔“ ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب کی تعلیم دے اور انہیں عذاب سے بچا۔“ امام احمد نے اسے روایت کیا ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ آپ کی فضیلت میں کوئی حدیث نہیں، یہ محل نظر ہے۔ اسلاف اس شخص پر غضب کرتے تھے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دیتا یا آپ پر تنقید کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وتر ایک رکعت ادا کیا، آپ نے فرمایا: ان پر تنقید نہ کرو، وہ ایسے فقیہ ہیں جنہیں حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز

1 (نبراس شرح العقائد :ص ۵۵۰)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ آپ نے جواب دیا کہ رسول اکرم ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کا غبار حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔

قاضی عیاض مالکی شفا میں فرماتے ہیں، جس نے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو گالی دی تو دیکھیں گے کہ اگر اس نے ان حضرات کی نسبت گمراہی اور کفر کی طرف کی، تو قتل کیا جائے گا اور اگر اس نے کفر و گمراہی کے علاوہ لوگوں میں رائج گالی گلوچ میں سے کوئی گالی بکی، تو اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔“

☆ شیخ المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما یکے از اصحاب آنحضرت ﷺ بود وصاحب فضیلت جلیلۃ و زمرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین زنہا در حق او سوء ظن نکنی و در ورطۂ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نشوی۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسُبُّوْهُمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَنْفَقَ اَحَدُكُمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا

نَصِیفَه، وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْحَسَنِ ابْنِ
عَلِیٍّ اَنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَاِنِّیْ اَرْجُوْا اَنْ یُّصْلِحَ اللّٰهُ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
الْعَظِیْمَتَیْنِ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُمَیْرَةَ وَکَانَ مِنْ
اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ یَقُوْلُ لِمُعَاوِیَةَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْکِتَابَ
وَمَکِّنْ لَهٗ فِی الْبِلَادِ وَوَقِهِ الْعَذَابَ۔

وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ
یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اهْدِبِهٖ وعقل نیز دلالت می کنند زیرا که از طرف
کثیرہ معلوم شد که آنحضرت ﷺ فرمودند فی وقت من
الاوقات خلیفه خواهد شد و آنحضرت ﷺ چوں شفقت
وافرہ بر امت داشتند کما قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ
رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ پس رافت کامله آنجناب ﷺ به نسبت امت
اقتضا فرمود که خلیفهٔ ایشاں را دعا بهدایت وابتداء نماید۔

اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
ﷺ لَا تَذْهَبُ الْاَیَّامُ وَاللَّیَالِیْ حَتّٰی یَمْلِکَ مُعَاوِیَةُ وَاَخْرَجَ الْآجُرِّیْ فِیْ
کِتَابِ الشَّرِیْعَةِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ قَالَ مُعَاوِیَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی
عَنْهُ مَازِلْتُ فِیْ طَمَعٍ مِّنَ الْخِلَافَةِ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ یَا
مُعَاوِیَةُ اِنْ مَلَکْتَ فَاَحْسِنْ وَقَدْ صَحَّ مِنْ حَدِیْثِ اُمِّ حَرَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ
قَالَ اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ زَمَنِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ وَکَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ فِیْ جَیْشِهٖ وَمَا

تْ بَعْدَ مَا خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ وَقَدِ اسْتَفَاضَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اسْتَکْتَبَ وَهُوَلَا
یَسْتَکْتِبُهٗ اِلَّا عَدْلًا اَمِیْنًا وَقَدْ رَوَی الْآجُرِّیْ مِنْ طُرُقٍ مُّتَعَدِّدَةٍ اَنَّ ذَالِکَ۔

ومعاویه بن ابی سفیان می گفته است بخلیفة و
لمکنی او ملوک الاسلام و ستجربون الملوک بعدی واز
شعرات شریفة آنحضرت ﷺ چیزے باخود داشت وقت
وفات وصیت نمود که آں را در مناخر او بگذارند۔ 1

"جاننا چاہیے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب
رسول میں سے ہیں اور زمرۂ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں بڑے صاحب
فضیلت ہیں، تم کبھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا
،ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوجاؤ گے۔"

ابوداؤد نے ابوسعید سے روایت کی ہے، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان
ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان کی ایک
مد بلکہ نصف مد خرچ کرنے کے ثواب کو نہ پہنچے گا۔

اور ابوداؤد نے ابوبکرہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا، یہ میرا بیٹا سردار

ـ 1 (ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء :۷۳-۵۷۱)

ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے میری امت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروادے گا۔

اور ترمذی نے بروایت عبدالرحمٰن بن عمیر (جو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں) نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ کے واسطے یہ دعا مانگی، یا اللہ! تو ان کو ھدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنادے اور ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو ہدایت فرما۔ ابن سعد اور ابن عساکر نے سلمہ بن مخلد سے روایت کی، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ دعا کرتے ہوئے سنا خداوندا! تو ان کو قرآنِ مجید کا علم عنایت کر اور ان کو ملکوں کی حکومت عطا فرما، اور ان کو عذاب آخرت سے بچالے۔

اور ترمذی نے بروایت عمیر بن سعد نقل کیا ہے، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے: خداوندا! تو ان کے ذریعہ سے دوسروں کو ہدایت عطا فرما۔

اور روایت سے قطع نظر عقل بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ضرور ان کے لئے دعا کی ہوگی کیونکہ مختلف طرق روایت سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی نہ کسی وقت خلیفہ ہونگے اور چونکہ آپ ﷺ اپنی امت پر بہت زیادہ شفقت فرماتے

تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ۔ تم پر حرص کرنے والا، ایمان والوں کے ساتھ مہربان، رحم دل" لہٰذا آنحضرت ﷺ کی کمال محبت نے جو آپ کو امت کے ساتھ ہے، تقاضا فرمایا کہ آپ اپنی امت کے خلیفہ کے لئے ہدایت کرنے اور ہدایت پانے کی دعائیں فرمائیں۔

حضور پُر نور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہونے کا علم روایات ذیل سے واضح ہے:۔

ویلمی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے، یہ دن رات ختم نہ ہونگے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ ہو جائیں گے اور آجری نے کتاب الشریعہ میں عبدالملک بن عمیر سے روایت کی ہے، وہ کہتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت سے خلافت کی خواہش رکھتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: اے معاویہ! اگر تم بادشاہ ہو جاؤ تو لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور بروایت ام حرام صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہوگی اور سب سے پہلے سمندر میں بعہد خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کیا ہے اور ان کے اسی لشکر میں ام حرام رضی اللہ عنہا بھی تھیں جنہوں نے سمندر سے نکلنے کے بعد انتقال کیا۔

متعدد روایات سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنا منشی اور کاتب وحی بنایا تھا اور آپ اسی کو نائب بناتے تھے جو ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا۔

اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے میں خلیفہ نہیں ہوں، بلکہ بادشاہانِ اسلام کا پہلا بادشاہ ہوں اور تم میرے بعد بادشاہوں کا تجربہ کرو گے۔ اس وقت میری قدر جانو گے اور آنحضرت ﷺ کے چند موئے مبارک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے بوقت وفات وصیت فرمائی تھی کہ یہ موئے مبارک میرے نتھنوں میں رکھ دینا۔"

☆ مجدد مائتہ حاضرہ وسابقہ مؤید ملت طاہرہ

حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترجمانِ ملتِ اسلامیہ، مذہب اہل سنت وجماعت ارقام فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابہ سید المرسلین ﷺ کی دو قسمیں بیان فرمائیں، ایک وہ جو قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، اور جہاد کیا اور دوسرے وہ جو فتح مکہ کے بعد مشرف بایمان ہوئے، پھر فرمایا" وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى'' دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا، ان کو فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۔لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِىْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ۔لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

"وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں، اس کی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے، قیامت کی وہ سب سے بڑی گھڑی انہیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن، جس کا تم سے وعدہ تھا۔"

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے اللہ تعالیٰ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور ان کے بعض معاملات، جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں انہیں ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں، رب تعالیٰ عزوجل نے اسی آیت مبارکہ میں ان کا منہ بھی بند کر دیا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا: وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے۔ بایں ہمہ میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا، اس کے بعد جو کوئی بکے، اپنا سر کھائے، خود جہنم میں جائے گا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:۔

وَمَنْ يَّكُون يَطْعَنُ فِىْ مُعَاوِيَةَ۔فَذَاكَ مِنْ كِلَابِ الْهَاوِيَةِ۔

"جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے، وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔"[1]

☆ محدث اہل سنت حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ امیر حزب الاحناف لاہور لکھتے ہیں:

۔ 1 (احکام شریعت ص ۱۱۹ طبع لاہور)

انہیں نہ خوف ہے اور نہ غمگین ہونگے، یہی ہیں جنت والے، ہمیشہ رہیں گے اس میں بعوض اپنی نیکی کے، کیا اس کے مصداق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہیں ہو سکتے؟ اور پھر صحابہٗ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نہیں، بلکہ بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی الہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فقہاء صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ لوگوں کو ان کی یعنی امیر معاویہ کی ادنیٰ شکایت سے بھی منع کرتے اور انہیں فقہاء صحابہ میں شمار کرتے تھے۔ چنانچہ مناقب صحابہ میں امام بخاری صحیح بخاری شریف میں نقل فرماتے ہیں؛ حضرت ابو ملیکہ سے مروی ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد عشاء حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد شدہ غلام کے سامنے ایک رکعت وتر ادا کی، انہوں نے سید المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا تذکرہ کیا تو ابن عباس نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو، وہ حضور ﷺ سے صحبت یافتہ ہیں۔ پھر دوسری سند سے نقل کرتے ہیں، یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جلیل القدر فقیہ صحابی حضرت معاویہ کو مجتہد مان کر ان پر اتنا اعتراض بھی روا نہیں رکھتے، پھر کس طرح یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ اقوال مؤرخین کی بنا پر ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کچھ لب کشائی کریں؟۔1

ـ 1 تنویر العنینین: ص ۳۶-۳۲

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک تحقیق یہ ہے:

"حضور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اقدس ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی ہونے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کے رشتہ میں سالے ہیں جب وحی کی کتابت کے لئے رسول اکرم ﷺ نے کاتب کی ضرورت محسوس کی تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بابت حضرت جبریل امین علیہ السلام سے مشورہ لیا۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! امیر معاویہ کو کاتب وحی بنا لیجئے۔ کیونکہ یہ امانت دار شخص ہے۔

ایک دفعہ سید عالم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ بیٹھے تھے، امیر معاویہ کا پیٹ رسول اقدس ﷺ کی جسم نازنین سے مس کر رہا تھا۔ آپ نے اس وقت ان کے لئے دعا فرمائی، اے اللہ! معاویہ کو حساب وکتاب کی تعلیم دے اور عذاب سے بچا اور شہروں کی بادشاہی بخش دے۔ دعائیہ کلمات میں یہ بھی وارد ہے کہ اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اسے ہدایت پر رکھ اور اس کے ذریعہ سے اور لوگوں کو ہدایت دے۔ اسے عذاب سے بچا۔ یہ بھی مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: اے معاویہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ پھر دستِ اقدس کی دو انگلیوں کو درمیانی اور ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: جنت میں داخل ہوتے

وقت جنت کے دروازے پر میں تجھ سے اور تو مجھ سے اس طرح ملے ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ ھٰذِہِ الرِّوَایَاتُ مَذْکُوْرَۃٌ فِی السِّیْرَۃِ الْحَلَبِیَّۃِ۔ 1

☆ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مبارک فتویٰ:

اجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت علی جمیع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے اس اجماع کا منکر شذ فی النار کی وعید کے تحت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں، ان کی شان میں گستاخی کرنا التزام کفر نہیں تو لزوم کفر میں ضرور داخل ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دشمنی کی انہوں نے سب وشتم کرائے یا کرتے تھے سراسر غلط، ضلالت اور جہالت پر مبنی ہے۔ جو نصر بن مزاحم، یونس بن خباب اور مرحوب وغیرہ جیسے رافضیوں کی روایات پر مبنی ہے۔ فرمانِ ذیشان آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ "اللہ اللہ فِی اصحابی" "اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں ان کو برا نہ کہو۔" کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا۔

فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ ﷺ اعلم

1 (ھفت روزہ محبوب حق لائلپور: ص ۲ ج ۱ شمار ۲۴ فروری ۱۹۶۳ء)

(محمد قمر الدین سیالوی غفرلہ ضلع سرگودھا پاکستان ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹، بحوالہ کتاب فضائل امیر معاویہ، طبع لاہور، ص ۴۹، مصنف علامہ غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

☆ غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ملتان شریف کا فتوی

"سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے، اس عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے، اس کی اقتداء جائز نہیں ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاسق کہنے والا ہرگز سنی نہیں، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق واجب الاحترام ہیں، اس لئے ایسے شخص کی اقتداء بھی درست نہیں جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاسق کہتا ہے۔

(سید احمد سعید غفرلہ ۱۹ اگست ۱۹۶۹، فضائل امیر معاویہ، طبع لاہور ص ۴۷)

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ:۔

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

فاسق کہنے والا شخص بالکل بے دین ہے۔"

(فقیر احمد یار خان بدایونی نعیمی گجرات، پاکستان ۱۹۶۹۔۱۰۔۲۳)

☆ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کا فتویٰ

"تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمیع اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے اس کے خلاف کرنے والا بدعتی ہے، جس کی امامت مکروہ ہے اور کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیق و توہین مسلک اہل سنت کے خلاف اور بدعت ہے، خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے عادل و صالح ہونے کے لئے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلافت تفویض کرنا بین ثبوت ہے۔ ورنہ فاسق کو تفویض خلافت کرنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شایاں شان نہیں ہے۔

(کتبہ فیض احمد مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف الجواب صحیح محمد فاضل چشتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف۔1

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سرکار مصطفی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور منشی ہیں، حدیث کی مشہور و معروف کتاب مشکوٰۃ شریف میں ہے جس کے آخر میں حضرت محدث شیخ ولی الدین عبداللہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کرنے والے چند صحابہ کرام کی ایک مختصر فہرست شائع کی ہے اس فہرست میں حرف المیم، فصل فی الصحابہ کا ایک عنوان قائم کیا ہے۔ اس فصل میں ان صحابیوں کا بیان ہے

1۔ (فضائل امیر معاویہ، ص ۴۹)

جن کے نام کا پہلا حرف میم ہے۔ اس عنوان کے نیچے حضرت محدث ولی الدین تحریر کرتے ہیں، "معاویہ بن ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے منشی بھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ سے سرکار مصطفی کریم ﷺ کی حدیثیں سنی ہیں؛"

اسی حوالہ سے دن دوپہر کی طرح خوب واضح ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ کے صحابی ہیں اور حضور ﷺ کے دربار کے منشی بھی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی رسول مان کر ان سے حضور ﷺ کی حدیث سنی اور قبول کی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں صحابہ کرام کے متعلق اعلان فرماتا ہے" وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى "یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے۔ سرکار مصطفی کریم ﷺ اپنے صحابیوں کے حقوق بیان کرنے کے سلسلے میں بیان فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ۔ 1

یعنی اے مسلمانو! جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابیوں کو برا کہتے ہیں انہیں برملا کہہ دو کہ تمہاری بدگوئی پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار پڑے۔"

یہ حقوق تو تمام صحابیوں کے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو

1۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک جلیل القدر فقیہ صحابی ہیں، ان کے حقوق تو اور زیادہ ہیں اور ان کی شان جلالت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ۴۱ھ میں شہزادۂ رسول حضرت سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سارے جہان کے مسلمانوں کا خلیفہ اور حاکمِ اعلیٰ بنایا اور خود ان کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی اور شہزادۂ اصغر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ ہونا، ان کی زندگی میں تسلیم فرمایا۔

یہ واضح رہے کہ سرکار سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی ہیں جنہوں نے راہِ حق میں شہید ہونا تو منظور فرمایا مگر یزید پلید فاسق و فاجر کی باطل طاقت و خلافت تسلیم نہ فرمائی۔ اب اس کے بعد جو شخص حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کرے یا آپ کی خلافت کو حق نہ مانے، وہ سرکار امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھلا ہوا دشمن اور باغی قرار پائے گا۔

ہندوستان اور پاکستان کے تمام سنی مسلمانوں کی مستند کتاب بہارِ شریعت حصہ اوّل ص ۷۲ میں ہے۔

"تمام صحابۂ کرام اہل خیر و صلاح اور عادل ہیں۔ ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ کیا جائے، کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت (برا گمان رکھنا) بدمذہبی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفاء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی، اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مانے اور اپنے کو سنی

کہے، مثلاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن العاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل اشد رافضی ہے۔"1

❁❁❁❁❁

1۔ فتاویٰ فیض الرسول براؤن شریف انڈیا (مفتی غلام غوث قادری یکم صفر المظفر ۱۳۹۴ھ)
(الجواب صحیح، بدرالدین احمد قادری رضوی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پر مطاعن کا تحقیقی ردّ

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے دشمنوں اور گستاخوں نے صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف الزامات اور اعتراضات پر مشتمل کتابچہ کا جو نام رکھا ہے، وہ اس طرح ہے۔

"اہل سنت والجماعت کا امیر معاویہ کے بارے نظریہ"

اہل علم قارئین سے مخفی نہیں کہ اہل سنت والجماعت لکھنا اردو اور عربی قواعد کی ترکیب کے اعتبار سے درست نہیں ہے، جن بیچاروں سے اہل سنت و جماعت کا نام بھی درست نہ لکھا جائے، وہ اہل سنت و جماعت کا مسلک کیا بیان کریں گے؟ اور اخلاقی جرأت کا عالم بھی دیکھیں کہ کتابچہ پر مصنف کا نام اور ناشر کا کوئی اتہ پتہ بھی نہیں لکھا، جن لوگوں کی یہ ذہنیت ہو، ان سے کسی مستند اور معتمد و معتبر بات کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اب کتابچہ میں اٹھائے گئے اعتراضات اصل عبارت کے ساتھ ترتیب وار درج کئے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی جوابات بھی۔ اعتراض کو "وسواس الخناس" اور جواب کو "بیان العرفان" کے عنوان سے معنون کیا گیا ہے۔

وسواس الخناس:۔

اہل سنت کا نام استعمال کر کے اپنی دوکان چمکانے والے لوگ صحابہ کے متبرک نام کو بدنام کرنے کے لئے معاویہ جیسے افراد کو فہرست میں شامل کر کے توہین

صحابہ کی قسم اٹھائے ہوئے ہیں۔

بیان العرفان:۔

وسواس الخناس نے اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل نقل نہیں کی، جس سے ظاہر ہوا کہ خود اس کے نزدیک بھی اعتراض کی حیثیت وسواس الخناس سے زیادہ نہیں ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا از سلف تا خلف کوئی بھی مسلمان منکر نہیں ہے۔ قرآنِ مجید میں فتح مکہ کے دن ایمان لانے والوں کو جنتی قرار دیا گیا جامع ترمذی میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہادی و مہدی ہونے کی دعا فرمائی ہے۔

ائمہ محدثین، کتب سیرت، تاریخ کی سب معتبر کتب، صحابہ کرام کی ساری جماعت، حضرات تابعین، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کے معترف ہیں نیز شیعی کتب نہج البلاغۃ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک سابق صفحات میں لکھا جا چکا ہے کہ ہمارا ان کا دین ایک ہے، وہ ہمارے بھائی ہیں، حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خلافت تفویض کی، ان کی بیعت کی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

صحابۂ کرام علیہم الرضوان ان کی تعریف فرماتے ہیں، تابعین انکے مداح ہیں اولیاء کاملین (جن میں حضرت داتا گنج بخش حضور غوث الثقلین، حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر ہیثمی، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ

عبدالحق محدث دہلوی، امام عبدالوہاب شعرانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام احمد رضا خاں بریلوی، امام یوسف بن اسماعیل النبہانی، علامہ عبدالعزیز پرہاروی، رحمہم اللہ تعالیٰ) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کے قائل اور ان کی مدحت میں رطب اللسان ہیں۔ تفصیلی حوالہ جات گزشتہ اوراق میں موجود ہیں۔ کیا ان سب نے صحابہ کی توہین کی جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابیِ رسول کہا؟ ہرگز نہیں ۔ بلکہ کہنا پڑے گا کہ ایسی واہی عبارت لکھنے والا انسانیت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے اور ایسے شخص کو انسان سمجھنا انسانیت کی تذلیل اور توہین ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میری امت کے سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو میرے صحابہ کے حق میں بے باک ہیں۔ (ابن عدی)

وسواس الخناس:۔

بخاری جیسے عظیم محدثین سے پوچھ لیں کہ آپ نے فضائل صحابہ کے باب میں معاویہ کا نام کیوں مناسب نہیں جانا۔

بیان العرفان:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیِ رسول ہیں اور دربارِ رسالت میں کاتب کے منصب پر فائز تھے، اہل سنت وجماعت کی عقائد وکلام کی کتب میں متفق علیہ فیصلہ موجود ہے کہ صحابیت اتنا بڑا شرف ہے کہ بعد کا بڑے سے بڑا منصب بھی شرفِ صحابیت کے سامنے ہیچ ہے۔ وسواس الخناس کی عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک صحابی کو صحابیت کا شرف بھی تب حاصل ہوگا، جب امام بخاری

رحمۃ اللہ علیہ ان کی فضیلت کا ذکر کریں گے، یاللعجب۔ حالانکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المناقب کے تحت ذکر معاویہ کا باب قائم کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن ملیکہ کی روایت کے مطابق اپنی مسند میں حضرت معاویہ فقیہ ہیں، صحابی رسول ہیں، اور ام حرام کی یہ روایت کہ حضرت امیر معاویہ مسلمانوں کے پہلے امیر البحر ہیں، جن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی ہے اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آٹھ حدیثیں صحیح بخاری میں درج کی ہیں، جو کہ علمِ حدیث کے طلباء سے مخفی نہیں حالانکہ امام بخاری کی شرط یہ ہے کہ وہ صرف ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جو ثقہ ہو، ضابط ہو، صدق ہو، یعنی انتہائی سچا ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی ایک سو تریسٹھ احادیث مروی ہیں اور آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں حضرت ابن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت معاویہ بن خدیج، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سائب بن یزید، حضرت نعمان بن بشیر جیسے صحابہ اور محمد بن سیرین، سعید بن المسیب، علقمہ بن وقاص، ابوادریس الخولانی اور عطیہ بن قیس جیسے تابعین شامل ہیں۔ 1

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ حضور نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا لاکھ صحابہ میں سے کتنے ہیں جن کا ذکر امام بخاری نے باب فضائل میں کیا ہے، اگر یہ بات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے موجب قدح ہے تو یہ قدح سب صحابہ

۱۔ (ابن حجر الاصابہ: ص ۴۱۳، ج ۳)

کے لئے ہوگی جن کا ذکر امام بخاری نے باب فضائل میں نہیں کیا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسامہ بن زید، حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت جبیر بن معطم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل مبارکہ کو ''ذکرِ فلاں'' کے عنوان سے ہی بیان کیا ہے، کیا یہ سب حضرات مطعون ہونگے؟

وسواس الخناس:۔

کیا اہلِ سنت کے مایہ ناز عالم سنن نسائی کے مؤلف امام نسائی کے قتل کا سبب یہی نہیں تھا کہ اصرار کیا گیا کہ معاویہ کے فضائل بیان کرو، مگر انہوں نے موت قبول کرلی اور کہا کہ میں نے معاویہ کی کوئی فضیلت جو حدیث صحیح میں موجود ہو، نہیں دیکھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی فقط یہ حدیث سنی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا تیرا پیٹ کبھی نہ بھرے'' اور اس حدیث کے بیان پر امام نسائی کو اتنا مارا گیا کہ آپ انتقال فرما گئے۔

بیان العرفان:۔

یہ واقعہ جن کتابوں میں بھی لکھا گیا ہے، بغیر ثبوت کے اخباری طرز پر لکھا گیا ہے۔ ایسی بے سند حکایات کو بنیاد بنا کر صحابی رسول ﷺ پر طعن کرنا کسی طور بھی جائز نہیں۔ بالفرض! واقعہ ایسا ہی ہو تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے دوسو سال بعد واقعہ میں انہیں کس طرح مطعون کیا جا سکتا ہے؟ پھر محدث جلیل ابو عبدالرحمن احمد نسائی جیسے جید عالم دین سے (جنہوں نے خود صرف شرف صحابیت سے جہنم سے آزادی کی روایات کو اپنی سنن میں نقل کیا ہے) صحابی رسول کے بارے میں

ایسے نامعقول رویہ کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی اور اس حکایت میں امام نسائی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو حدیث " لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَه" کا حوالہ دیا، واقعہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے باعث برکت و رحمت ہے، سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّهَا اَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ اُمَّتِیْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِاَهْلٍ اَنْ يَّجْعَلَهَا لَه' طَهُوْرًا وَزَكٰوةً وَقُرْبَةً يُّقَرِّبُه' بِهَا مِنْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ .۔1

''میں اپنی امت میں سے جس غیر مستحق کے لئے دعائے ضرر کروں، اس دعا کو اس کے لئے پاکیزگی اور رحمت اور ایسا قرب بنادے جس کے ساتھ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے قریب ہو۔''

امام ابوداؤد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ سَبَبْتُه' سَبَّةً اَوْ لَعَنْتُه' لَعْنَةً فِیْ غَضَبِیْ فَاِنِّیْ اَنَا ابْنُ وُلْدِ آدَمَ اَغْضَبُ كَمَا تَغْضَبُوْنَ وَاِنَّمَا بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلٰوةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔۔2

'' رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیان میں یہ فرمایا کہ میری امت میں سے جس شخص کو میں سب کروں، یا اس پر لعنت کروں غصہ کی حالت میں، تو بلاشبہ میں اولادِ آدم

۔1 (صحیح مسلم: کتاب البرّ والصله والادب)

۔2 (ابوداؤد ج۲ کتاب السنه)

علیہ السلام میں سے ہوں۔ جس طرح تمہیں غصہ آتا ہے اسی طرح مجھے بھی غصہ آتا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے، تو اس سبّ کو ان کے لئے قیامت کے دن رحمت بنا دے۔

جس حدیث کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرنا چاہتا ہے وہ تو ان کے لئے باعث رحمت ہے، نہ صرف آخرت میں، بلکہ دنیا میں بھی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسیع وعریض ملک کے متفق علیہ خلیفہ بنے اور اسلامی فتوحات کا سلسلہ پھیلتا ہوا قبرص، روڈس، سوڈان تک چلا گیا اور بیت المال سے حضرت امام حسن مجتبیٰ اور امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے جنتی جوانوں کے سردار مالا مال ہوتے رہے، یہ ہے "لَا اَشْبَعَ اللّٰہُ بَطْنَہ" "کا مبارک انجام کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جود وسخا کا منبع بن گئے۔

وسواس الخناس:۔

معاویہ کے بارے میں باغی اور قاتل جیسے الفاظ سے اہل سنت کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور طبری، ابن کثیر، ابن اثیر اور شاہ عبدالعزیز جیسے مؤرخین کو آپ اہل سنت کی فہرست سے نکال تو سکتے، اگر عربی نہ جاننے کی وجہ سے ان کتابوں تک کوئی نہ پہنچ سکا تو اردو میں لکھنے والے صائم چشتی اور مودودی جیسے افراد سے بھی ہزار اختلاف سہی مگر اہل سنت ہی کہلاتے ہیں۔ ان کی کتابوں کا کسی غیر کو کیا جواب دو گے۔

بیان العرفان:۔

اہل سنت و جماعت کی کتابیں جو باغی اور قاتل جیسے الفاظ سے بھری پڑی

ہیں آخر وسواس الخناس اس میں سے کچھ تو نقل کرتا تاکہ اس کی مہربانی سے ہی ہماری ان کتابوں تک رسائی ہو جاتی ہم نے تو ان کتابوں میں باغی اور قاتل نہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنگ صفین کے ذکر میں مجتہد اور ماجور کے الفاظ دیکھے ہیں، خناس صاحب اب بھی آنکھیں کھول کر پڑھ لیں۔

وَاِنْ کَانَ مُعَاوِیَۃُ مُجْتَہِداً وَھُوَ مَاجُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔ 1

"حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس اجتہاد پر انہیں ثواب بھی ملے گا۔"

شاہ عبدالعزیز جیسے مؤرخ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اصحاب جمل اور اصحاب صفین کے عمل کو خطائے اجتہادی لکھنے کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ

"اصحاب صفین کے بارے میں توقف وسکوت لازمی ہے۔ ان آیات و احادیث کے عموم پر نظر رکھتے ہوئے جو فضائل صحابہ میں وارد ہیں، بلکہ تمام مؤمنین کے فضائل میں ان کی نجات اور ان کی شفاعت کی امید پروردگار عزوجل سے رکھنے کا حکم ظاہر کرتی ہے۔ 2

ہم طبری ابن کثیر وغیرہ کو بقول تمہارے اہل سنت کی فہرست سے نکال نہیں سکتے مگر ابو مخنف زرارہ، یونس بن مزاحم اور مرحوب جیسے غالی شیعوں کی روایات جن

1۔ (البدایہ والنہایہ ابن کثیر: ص ۲۶۹ ج۷)

2۔ (تحفۃ اثنا عشریہ: ص ۶۱۲ طبع کراچی)

سے کتابیں بھری پڑی ہیں، ان پر آنکھیں بند کر کے اعتماد بھی نہیں کر سکتے، لیجئے جمل و صفین کے حالات سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والی شخصیت میرے مولا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک آپ کے مودودی صاحب کے امام و پیشوا ابن تیمیہ کی کتاب سے حاضر ہے۔ اسحٰق بن راہویہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سَمِعَ عَلِیٌّ یَوْمَ الْجَمَلِ وَیَوْمَ الصِّفِّیْنِ رَجُلًا یَغْلُوْا فِی الْقَوْلِ فَقَالَ وَلَا تَقُوْلُوْا اِلَّا خَیْرًا اِنَّمَا هُمْ قَوْمٌ زَعَمُوْا اَنَّا بَغَیْنَا عَلَیْهِمْ وَزَعَمْنَا اَنَّهُمْ بَغَوْا عَلَیْنَا فَقَاتَلْنَاهُمْ ۔ م۔1

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ جمل وصفین کے موقع پر ایک شخص کو سنا، وہ مقابل لشکر پر باغی وقاتل کے فتوے لگا رہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ان حضرات کے بارے کلمۂ خیر کے سوا کوئی بات نہ کہو دراصل ان حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف بغاوت کی اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ اس بنا پر ہم ان سے لڑتے ہیں۔"

کیوں خناس صاحب! آپ کی فکر ٹھکانے آئی کہ نہیں؟ جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخالفین کو باغی نہ کہیں تو آپ مدعی سست گواہ چست کے مصداق ہیں کہ نہیں؟ جن دو آدمیوں کی کتابیں دیکھنے کا مشورہ ہمیں آپ دے رہے ہیں، ذرا ان کو بھی دیکھتے جائیں اول الذکر صائم صاحب کو تو اہل سنت میں ایک شاعر سے زیادہ حیثیت حاصل نہیں، سنی، مدرس، محقق، مفتی، مفکر کسی بھی زمرہ میں ان کا

م۔1 (منهاج السنه ٦١ ج٣)

شمار نہیں ہے اور ثانی الذکر مودودی صاحب جیسے بے پیندے کے لوٹے کو اگر آپ سنی کہنے پر مصر ہیں تو فوراً یزید کے ایصال ثواب کی محفل کا اہتمام کریں، کیونکہ انہوں نے ابو یزید محمد دین بٹ کی اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دشمنی میں لکھی ہوئی رسوائے زمانہ کتاب رشید ابن رشید پر تقریظ لکھی ہے، جس میں یزید کو دعائے مغفرت کا مستحق لکھا ہے۔

ہم سابقہ ابحاث میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے بارے میں محض تاریخی حوالوں سے بحث کرنا اور انہیں برا بھلا کہنا کسی طور پر درست نہیں ہے، پھر تاریخ کے اس کچرے سے جس پر آپ ہمیں اتنا اعتماد کرنے کا درس دے رہے ہیں، آپ کو سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں خروج اور بغاوت کے الفاظ مل جائیں گے۔ تو کیا کوئی ایماندار شخص تاریخ کی کتابوں پر اعتماد کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں تاریخ میں چونکہ امام پاک کے خلاف خروج وبغاوت کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں لہٰذا وہ خارجی یا باغی ہیں، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

وسواس الخناس:۔

مولانا مودودی کی کتاب خلافت وملوکیت کے صفحہ ۱۳۶ کی عبارت پیش خدمت ہے، لکھتے ہیں:

"جنگ صفین کے دوران ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے نص صریح سے یہ بات کھول دی کہ فریقین سے حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟ وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت

عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت علی کی فوج میں شامل تھے، معاویہ کی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، حضرت عمار کے متعلق نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مشہور و معروف تھا اور بہت سے صحابیوں نے اس کو حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنا تھا، آپ نے فرمایا: عمار تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔"1

امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الجهاد باب المسح الغبار اور کتاب الصلوٰة باب التعاون فی بناء المسجد میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار کو فرمایا: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا، عمار انہیں اللہ کی طرف بلائے گا، وہ گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔"

بیان العرفان:۔

مناظرۂ مانچسٹر میں فریق مخالف کے مناظر کی بڑی دلیل جس نے اسے بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا تھا یہی دلیل تھی ہم کہتے ہیں یہ محض الزام ہے اور اس الزام کے جواب میں مستقل کتاب لکھے جانے کی ضرورت ہے۔ مگر یہاں اختصار ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے چند باتیں لکھی جاتی ہیں:

پہلی بات کہ یہ الزام اس وقت صحیح ہوگا جب اس کی کوئی تاویل نہ کی جا سکتی ہو لیکن یہ اگر صحیح نہ ہو تو پھر اس سے استدلال درست نہ ہوگا۔

وَالْاَمْرُ کَذٰلِكَ فَاِنَّ فِیْ سَنَدِہٖ ضُعْفًا لِیَسْقُطَ الْاِسْتِدْلَالُ بِہٖ۔

اور چونکہ اس کی سند میں ضعف ہے اس لئے اس روایت سے استدلال ساقط ہو گیا

1۔ (بحوالہ بخاری و مسلم، ترمذی، نسائی، مسند احمد اور ابو داؤد)

، رہی یہ بات کہ ابن حنان نے روایت بخاری کی توثیق کی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان کی توثیق، اس کی تضعیف کرنے والے حضرات کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ ابن حنان توثیق میں بہت سست شمار ہوتے ہیں۔1

اس حدیث کی سند میں مندرجہ ذیل راوی ہیں ۔ مسدد، عبدالعزیز بن مختار، خالد الحذاء اور عکرمہ، ان پر علماء حدیث کا تبصرہ ملاحظہ کیجئے:۔

(۱) مسدد:۔ امام ذہبی اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ قَالَ الْقَطَّانِیُّ فِیْہِ تَسَاھُلٌ "قطانی نے کہا، مسدد میں تساہل پایا جاتا ہے۔"2

اور محدثین کے نزدیک تساہل کی صفت روایت کو ناقابل اعتبار ٹھہراتی ہے۔

(۲) عبدالعزیز بن مختار:۔ امام ذہبی لکھتے ہیں، احمد بن زہیر کہتے ہیں اِنَّہٗ لَیْسَ بِشَیْءٍ۔ "وہ کچھ بھی نہیں۔"3

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ابن ابی خثیمہ، ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ لَیْسَ بِشَیْءٍ یہ کچھ بھی نہیں۔4

(۳) خالد الحذاء:۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ ابو حاتم نے کہا۔ لَا یُحْتَجُّ بِہٖ۔ "یہ قابل احتجاج نہیں ہے" امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ابن علیہ سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا، کہ خالد اس کی روایت کرتا رہا اور ہم نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ ضَعَّفَ ابْنُ عُلَیَّةَ اَمْرَ خَالِدٍ۔ "ابن علیہ نے خالد کو ضعیف کہا ہے۔"5

1۔ (تطہیر الحنان: ص ۳۵)

2۔ (میزان الاعتدال: ص ۱۶۲، ج ۳)　3۔ (تہذیب التہذیب: ص ۳۵۶، ج ۶)

4۔ (میزان الاعتدال ص ۱۳۹، ج ۲)، 5۔ (میزان الاعتدال: ص ۳۰۱، ج ۱)

(۴) عکرمہ مولا ابن عباس: ۔اس کا نام عکرمہ البربری ابوعبداللہ المدنی مولا ابن عباس ہے۔علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

یحیٰ بکاء کہتے ہیں میں نے ابن عمر کو اپنے شاگرد نافع سے یہ کہتے ہوئے سنا: اے نافع! تجھ پر افسوس، اللہ سے ڈرو۔ لَا تَکْذِبْ عَلَیَّ کَمَا کَذَبَ عِکْرِمَۃُ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ۔ ''مجھ پر جھوٹ نہ باندھنا جیسا کہ عکرمہ نے ابن عباس پر باندھا ہے۔''1

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن حارث علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس گئے تو دیکھا کہ عکرمہ دروازے پر بندھا ہوا ہے، تو میں نے ان سے کہا اللہ کا خوف کریں تو انہوں نے کہا اِنَّ ھٰذَا الْخَبِیْثَ یَکْذِبُ عَلٰی اَبِیْ۔ یہ خبیث میرے والد پر جھوٹ باندھتا ہے۔ مصعب بن زبیر نے کہا کہ کَانَ عِکْرِمَۃُ یَرٰی رَاْیَ الْخَوَارِجِ۔ '' عکرمہ خوارج کا نظریہ رکھتا تھا''2

اس تفصیل سے زیر بحث حدیث کے رواۃ کی اصلیت وحقیقت اور سیرت و کردار واضح ہو گیا ہے جو راوی نا قابل اعتبار، لیس بشیء، نا قابل احتجاج، غیر ثقہ، جھوٹے اور خارجی ہوں تو ان کی روایت سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف استدلال کیسے کیا جا سکتا ہے؟ مودودی نے اس حدیث کے روایت میں ایک نام حضرت ابوایوب انصاری کا بھی نقل کیا ہے (خلافت وملوکیت ص ۱۴۷)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے پوری سند کے ساتھ اس روایت کو نقل

۔1 (تہذیب التہذیب: ص ۲۶۰ ج۷)

۔2 (میزان الاعتدال: ص ۳۰۸)

کر کے اسے موضوع قرار دیا ہے۔علامہ سیوطی اس روایت کے آخر میں لکھتے ہیں:

مَوْضُوْعٌ وَالْمُعَلّٰی مَتْرُوْکٌ یَضَعُ وَاَبُوْ اَیُّوْبَ لَمْ یَشْھَدْ صِفِّیْنَ۔۔ 1

''یہ من گھڑت روایت ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں المعلی بن عبدالرحمٰن ایسا راوی ہے جس کی روایت کو متروک کہا گیا ہے کیونکہ یہ اپنی طرف سے حدیثیں وضع کرتا تھا ،دوسری بات کہ ابوایوب انصاری جو اس روایت میں مرکزی کردار ہیں سرے سے جنگ صفین میں شامل ہی نہیں ہوئے اور غیر جانبدار صحابہ کے گروہ میں شامل رہے۔''

علامہ ابن حجر عسقلانی، معلی بن عبدالرحمٰن کے متعلق لکھتے ہیں:

''یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ اسے موت کے وقت استغفار کے لئے کہا گیا تو اس نے کہا، مجھے اپنی مغفرت کی کوئی امید نہیں، کیونکہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ستر حدیثیں گھڑی ہیں۔''2

صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث میں دو مضمون بیان ہوئے ہیں ایک ''تَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ'' عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا اور دوسرا یہ ''یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَدْعُوْنَہٗ اِلَی النَّارِ'' وہ تو باغی گروہ کو جنت کی طرف دعوت دیں گے اور باغی گروہ انہیں جہنم کی طرف بلا رہا ہوگا۔دوسرا جملہ فی الواقع اگر آپ ہی کا ارشاد ہے تو اس جملے کا تعلق حضرت عمار کے ابتدائی اور آزمائشی دور کے ساتھ ہے، جسے راویوں نے اپنی کرشمہ سازیوں سے جنگِ صفین کے ساتھ جوڑ دیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ جملہ صحیح

۔1 (کتاب اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة: ص ۲۴۱)

۔2 (تہذیب التہذیب: ص ۲۳۸)

بخاری کے اصل متن یا نسخے میں موجود ہی نہیں، اسے بعد میں کسی راوی نے اپنی مخصوص ذہنیت کے پیش نظر اصل حدیث کا حصہ بنا دیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ الفاظ کی زیادتی حمیدی نے اپنی جمع میں ذکر نہیں کی اور کہا کہ بخاری نے اسے بالکل ہی ذکر نہیں کیا اور یونہی ابو مسعود نے بھی کہا کہ حمیدی کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بخاری کو یہ زیادتی ملی ہی نہ ہو لیکن جان بوجھ کر اسے حذف کر دیا ہو۔ ہاں! اسماعیلی اور برقانی نے اس حدیث میں مذکورہ زیادتی کی ہو۔ میں کہتا ہوں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اسے جان بوجھ کر حذف کیا ہے اور ایسا انہوں نے ایک باریک نقطے کی بنا پر کیا ہے، وہ یہ کہ ابو سعید خدری نے یہ اعتراف کیا کہ یہ زیادتی میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں سنی، فَدَلَّ عَلٰی اَنَّهَا فِیْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ مُدْرَجَةٌ۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مذکورہ زیادتی اس روایت میں بعد میں درج کی گئی اور جس روایت میں یہ زیادتی ذکر کی ہے وہ بخاری کی شرط پر پوری نہیں اترتی، اس زیادتی کو بزار نے داؤد بن ابی ہندان ابی نذرہ عن ابی سعید کی سند سے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث مسجد کی تعمیر میں ایک ایک اینٹ اٹھاتے وقت ذکر ہوئی اور اس میں بھی ہے کہ ابو سعید کہتے ہیں، مجھ سے میرے ساتھیوں نے یہ زیادتی بیان کی وَلَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ اِبْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔ ''اور میں نے اسے خود آنحضرت ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا، ہو کہ اے ابن سمیہ! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔''

امام بخاری نے اسی قدر الفاظ حدیث پر اختصار فرمایا جس قدر ابو سعید خدری

نے آنحضرت ﷺ سے سنے تھے اور یہی چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ کتنے زیرک تھے اور حدیث کی علتوں پر انہیں کتنا عبور تھا۔[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کے مطابق بات صرف اتنی تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ نے جب عمار کو دوسرے سب لوگوں سے زیادہ مشقت کرتے پایا اور وہ زیادہ تھکے ماندے معلوم ہوتے تھے تو آپ کی محبت نے جوش مارا اور از راہِ ہمدردی آگے بڑھ کر ان کے کپڑوں سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: اف عمار! تم نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے اور بس۔ اس کے آگے ساری بات الحاقی ہے۔

کیونکہ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهٗ اِلَى النَّارِ۔ صرف عکرمہ کی روایت میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راوی یہ الفاظ نقل نہیں کرتا اور عکرمہ کا حال اوپر بتایا جا چکا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے حامی دیگر صحابہ کی دعوت جنت اللہ کی طرف نہیں تھی؟ کیا ان کی دعوت قرآن اور اسلام کے مخالف تھی؟ کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی عمار کے مخالف تھے؟ ظاہر ہے کہ یہ اپنے ہر مخالف کو جنت کی طرف بلاتے رہے، کیا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم جہنم کی دعوت دیتے رہے۔؟ ''یدعوھم اور یدعونہ

1۔ (فتح الباری: ص ۴۵۲-۵۴، ج ۱)

"کے الفاظ ہی اس کے موضوع اور من گھڑت ہونے کی شہادت دے رہے ہیں ،جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صفین کے مقتولین کے بارے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: قَتْلَا نَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ۔ 1

"ہمارے مقتولین اور معاویہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں۔"

"امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے، کہ ہم نے ان سے ان کے کفر کی بنا پر جنگ نہیں کی، اور نہ ہی انہوں نے ہمارے کفر کی وجہ سے ہمارے ساتھ جنگ کی ہم اپنے کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ برحق سمجھتے تھے۔ 2

ان حوالہ جات کی رو سے بھی زیر بحث حدیث کا دوسرا جملہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

خناس صاحب کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے بتاتا چلوں کہ اگر نص صریح سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطل ہونا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ثابت ہو گیا تھا، تو آپ نے ان کے ساتھ تحکیم کیوں قبول کی، اور سیدنا امام حسن مجتبیٰ نے نص صریح سے حضرت معاویہ کے باغی و باطل ہونے کا ثبوت مل جانے کے بعد ان کو خلافت کیوں سونپی؟ اور ان کی بیعت کیوں کی؟ کیا باغی و باطل ایسے ہی سلوک کا مستحق ہوتا ہے۔

صحیح بخاری کتاب الصلح کی حدیث پاک سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ کو فئہ باغیہ کا نہیں فئہ مسلمہ

1(مصنف ابن ابی شیبہ: ص۳۰۲، ج ۱۵)۔ 2(قرب الاسناد: ص ٥٤، ج ١)

عظیمہ کا خطاب عطا فرمایا ہے، اگر خناس صاحب کو فئہ باغیہ کے مصداق نامعلوم ہوں تو علامہ محب الدین الخطیب کی تحقیق پڑھ لیں۔ وہ فرماتے ہیں:

"میری ذاتی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں جو مسلمان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مارے گئے ان کے قتل کے ذمے دار قاتلین عثمان ہیں، اس لئے کہ انہوں نے فتنہ کے دروازہ کو کھولا اور اگر حضرت عثمان کے قتل کا سانحہ پیش نہ آتا تو جنگ جمل و صفین وقوع پذیر ہی نہ ہوتیں۔"

وسواس الخناس:۔

رہا حضرت علی کا امیر معاویہ کے بارے میں کچھ کہنا تو نامور مؤرخ ابو حنیفہ بینوری۔ نے اپنی کتاب الاخبار الطوال میں حضرت علی کے اس خطبہ کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے صفین کے موقع پر فرمایا تھا،"

لوگو! دشمنان قرآن و سنت کے خلاف جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مہاجرین و انصار کو قتل کیا، یہ وہ ظالم پیشہ اور بدکار لوگ ہیں جن کا اسلام دفع الوقتی کے لئے محض ڈر کی وجہ سے تھا۔"

بیان العرفان:۔

خناس کا یہ وسوسہ پڑھنے کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے:

"بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن"

الاخبار الطوال کے بے سند اور بے ثبوت حوالہ کی روشنی میں خناس کی حواس باختگی ملاحظہ ہو کہ اس نے حقائق کا کس طرح منہ چڑھایا ہے۔ اگر میرے مولا علی

المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو دشمنان قرآن وسنت سمجھتے تو ایسے دشمنِ قرآن وسنت سے جنگ کیوں روک لی؟ اپنے اور ان کے درمیان تحکیم کو کیوں اختیار کیا؟ اپنے اور ان کے مقتولین کو جنتی کیوں قرار دیا؟ (مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ سابق) ان کو اپنا بھائی کیوں قرار دیا؟ ان کا اور اپنا دین ایک کیوں قرار دیا؟ (نہج البلاغۃ) امام حسن مجتبیٰ نے خلافت ان کے سپرد کیوں کی؟ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی بیعت کیوں کی؟ حسنین کریمین نے دشمنان قرآن وسنت سے بھاری وظائف اور ہدایا کیوں قبول کیے؟

وسواس الخناس:۔

مودودی لکھتے ہیں ایک اور نہایت مکروہ بدعت معاویہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی پر گالیوں کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبر رسول پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضور ﷺ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں۔"

بیان العرفان:۔

مودودی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے خلاف دریدہ دہنی اور ذہنی تعفن میں شیعہ غالیہ کو بھی مات دے گئے ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابۂ کرام سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ برسرِ منبر گالیاں دیں اور اگر خدانخواستہ ارباب حکومت سے سیاسی مخالفت میں یہ توقع کر بھی لی جائے تو مدینہ منورہ میں کوئی صحابی بھی ایسا نہیں تھا جو ان کو منع کرتا یا احتجاج کرتا؟ اگر ایسا واقعہ کہیں موجود ہوتا تو اس کا حوالہ ضرور پیش کیا جاتا، اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ یہودیوں اور سبائیوں کی سازش ہے کہ وہ

صحابۂ کرام کے خلاف اس قسم کا زہریلا پراپیگنڈہ کرتے ہیں اور اگر چند تاریخی حوالوں کی بنا پر قرآن واحادیث کے تمام حوالہ جات بالائے طاق رکھ کر ایسی باتیں کہی گئی ہیں تو اس کے مقابلہ میں یہ حوالہ بھی پیشِ نظر رکھنا ہوگا:

وَكَانَ عَلِيٌّ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ يَقْنُتُ فَيَقُوْلُ۔ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُعَاوِيَةَ وَعُمَرَ وَاَبَا الْاَعْوَرِ وَحَبِيْبًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدٍ وَالضَّحَّاكَ وَابْنَ قَيْسٍ وَالْوَلِيْدَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فَكَانَ إِذَا قَنَتَ لَعَنَ عَلِيًّا وَابْنَ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْاَشْتَرَ۔ 1

"اور واقعہ تحکیم کے بعد علی جب فجر کی نماز پڑھتے تو قنوت پڑھتے اور کہتے کہ اے اللہ! لعنت کر معاویہ پر، عمر پر، ابوالاعور پر، حبیب پر، عبدالرحمٰن پر، خالد بن ولید پر، ضحاک بن قیس پر اور ولید پر، پس یہ بات جب معاویہ کو معلوم ہوئی تو وہ بھی قنوت کرتے تو علی، ابن عباس، حسن، حسین اور اشتر پر لعنت کرتے۔"

خناس صاحب زیادہ بہتر یہ ہے کہ تاریخ کے اس بے ثبات کچرا سے صحابۂ کرام کی ذواتِ قدسیہ کو الگ رکھا جائے اور اگر آپ غالی شیعہ راویوں کی روایتوں کا سہارا لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سب وشتم کرنے پر مصر ہی ہوں تو مذکورہ روایت کو پڑھ کر اندازہ کر لیں کہ معاویہ اکیلے ہی سب وشتم نہیں کرتے تھے، بلکہ یہ سب وشتم اور لعنت کا سلسلہ دونوں طرف سے تھا۔ مگر تو تحقیق کے بعد معلوم ہوا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گالیاں دینے کی بجائے ان کے مقام

1۔ (تاریخ طبری: ج ٦ ص ٤٠)

عظمت کا اعتراف کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔

حافظ ابن کثیر نقل فرماتے ہیں:

لَمَّا جَاءَ خَبَرُ قَتْلِ عَلِيٍّ اِلٰی مُعَاوِیَةَ جَعَلَ یَبْکِی فَقَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ اَتَبْکِیْهِ وَقَدْ قَتَلْتَهٗ فَقَالَ وَیْحَكِ اِنَّكِ لَا تَدْرِیْنَ مَا فَقَدَ النَّاسُ مِنَ الْفَضْلِ وَ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ۔ (البدایہ والنہایہ: ج۸ ص ۱۳۰)

"جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی خبر ملی تو وہ رونے لگے، ان کی اہلیہ نے ان سے کہا، اب آپ ان کو روتے ہیں حالانکہ زندگی میں آپ ان سے لڑ چکے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہیں پتہ نہیں کہ آج لوگ کتنے علم و فضل اور فقہ سے محروم ہو گئے ہیں؟

غور فرمائیں کہ یہ حضرت امیر معاویہ اور ان کی اہلیہ کی گھر کی بات تھی، وہاں بھی اہلیہ نے کہا کہ زندگی میں آپ ان سے لڑتے رہے، یہ نہیں کہا کہ زندگی بھر آپ ان کو گالیاں دیتے رہے۔

علامہ ابن اثیر جزری علیہ الرحمۃ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو آخری خطبہ نقل کیا ہے: اس میں ان کے یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

لَنْ یَّاْتِیَکُمْ مِنْ بَعْدِیْ اِلَّا مَنْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ کَمَا اَنَّ مِنْ قَبْلِیْ کَانَ خَیْرًا مِّنِّیْ۔

"میرے بعد تمہارے پاس جو خلیفہ بھی آئے گا میں اس سے بہتر ہوں گا، جس طرح مجھ سے پہلے جتنے خلفاء تھے وہ مجھ سے بہتر تھے۔"[1]

۔ ۱ (کامل ابن اثیر: ج۴، ص ۳)

حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہی مسائل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خط و کتابت کے ذریعے معلومات لیا کرتے تھے۔ جب انکی وفات کی خبر پہنچی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ذَهَبَ الْفِقْهُ وَالْعِلْمُ بِمَوْتِ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔[1]

"علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت سے فقہ اور علم رخصت ہو گئے۔"

ان حوالہ جات سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے مولا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص فضائل کو تسلیم کرتے تھے، تو اس کے بعد کیا کوئی صاحب ایمان وانصاف یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم کرتے تھے، یا اس کا گورنروں کو حکم دیتے تھے۔

وسواس الخناس:

اگر معاویہ اتنا ہی صاحب فضیلت ہوتا تو شانِ امام حسن میں بیان کی جانے والی صحیح بخاری کی حدیث کا غلط مفہوم پیش کر کے معاویہ کی فضیلت نہ تلاش کی جاتی۔

بیان العرفان:۔

صحیح بخاری شریف میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ہے۔

اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

"اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا بیٹا حسن سردار ہے شاید

۔ 1 (الاستیعاب تحت الاصابہ: ج۳ ص ۴۵)

اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروادے گا"۔ ہم نے اس میں کوئی مغالطہ نہیں دیا، بلکہ یہ استدلال کیا تھا اور آج بھی کر رہے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت میں صلح کرائی اور انہیں خلافت سونپ دی اور ان کی بیعت کر لی، لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا گروہ فئہ عظیمہ مسلمہ ہے۔ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خلافت کا مستحق یقیناً اعلیٰ درجے کا صحابی متقی اور پرہیزگار ہے۔

وسواس الخناس:۔

مناظرہ علم منطق کا ایک باب ہے جس میں بحث اور گفتگو کے قوانین بتائے جاتے ہیں اور ان قوانین کی روشنی میں بحث کر کے کسی چیز کی حقیقت تک پہنچنے کا نام مناظرہ ہے۔ آج کے مناظر کہلانے والے مجادلہ، مغالطہ، مناظرہ کا فرق نہیں کرتے۔

بیان العرفان:۔

ہزار افسوس کہ فریق مخالف مناظرہ کی تعریف کا مطالبہ کرنے کے باوجود خود ہمیں مناظرہ کی تعریف نہ بتا سکا اور آج کافی عرصہ گزرنے کے بعد انکی طرف سے یہ کتابچہ چھپا ہے اور اس میں بھی مناظرہ کی تعریف نہیں لکھ سکا۔ معلوم ہوا کہ یہ جہل مرکب تیاری کر کے تعریف معلوم کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے اور مغالطہ اور مجادلہ والی اصطلاحات پر عمل کر کے اضحوکہ اور جوکر کا کردار ادا کر رہا ہے۔ حالانکہ مناظرہ کی تعریف یہ ہے:۔

"توجه المتخاصمين فى النسبة بين الشيئين اظهارًا للثواب۔

(مولانا عبدالحی فرنگی محلی شرح شریفه)

ترجمہ:۔ آپس میں مخالف دو فریقوں کا دو چیزوں کے درمیان نسبت کی طرف۔۔ بہ نیت ثواب توجہ کرنا"

وسواس الخناس:۔

ارشاد الساری شرح شریف صحیح بخاری، ج ۱۰ ص ۱۹۸ اس حدیث کی شرح میں تحویل فرماتے ہیں، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کی بادشاہی کو کسی کمی یا ذلت کی وجہ سے نہیں چھوڑا، بلکہ فتنہ اور خون ریزی کو کم کرنے کی خاطر امام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی تھی۔ مولانا مودودی نے خلافت و ملوکیت کے ص ۱۵۸ پر لکھا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہر حال خلیفہ ہونا چاہتے تھے، انہوں نے لڑ کر خلافت حاصل کی، لوگوں نے ان کو خلیفہ نہیں بنایا وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے اور جب وہ خلیفہ بن گئے تو لوگوں کے لئے بیعت کے سوا کا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔

بیان العرفان:۔

خناس صاحب کی سوچ میں واضح تضاد ہے اوّل سطور میں وہ کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا کی بادشاہی کسی کمی یا ذلت کی وجہ سے نہیں چھوڑی اور دو سطر بعد ہی مولانا مودودی کی خلافت و ملوکیت کی عبارت لکھ دی، معاویہ نے لڑ کر خلافت حاصل کی اور زور سے خلیفہ بنے اور لوگوں کا بیعت کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔

جو شخص خواہشِ نفس کا پجاری بن کر ان مسائل میں پڑے گا۔ وہ ایسے ہی تضادات کا شکار ہوگا اگر حق کی پیروی مقصد ہو تو حق بالکل واضح ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیارے نانا جان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی ان کو خلافت دی، ان کی بیعت کی۔ ہمیشہ ان سے عزت و احترام اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کیا۔ یہی نہیں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی، بلکہ اپنے ابا جان میرے مولا علی المرتضیٰ کو بھی ہمیشہ لڑائی سے اجتناب اور صلح کی طرف پیش قدمی کا مشورہ عرض کرتے رہے۔

وَقَدْ بَلَغَهُمْ اَنَّ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ دَعَاهُ اِلَى الْعُقُوْدِ تَتْرُكُ النَّاسَ۔ 1

"اور انہیں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حسن بن علی اپنے والد کو رائے دے رہے ہیں کہ آپ کوئی اقدام نہ کریں اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔"

ابن کثیر نے اس موقع پر حضرت حسن کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ ان الفاظ میں آپ نے اپنے والد کو کسی اقدام کے خلاف رائے دی۔

يَا اَبَتِ دَعْ هٰذَا فَاِنَّ فِيْهِ سَفْكَ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَوُقُوْعَ الْاِخْتِلَافِ بَيْنَهُمْ۔ 2

"ابا جان! یہ نہ کیجئے یہ ارادہ ترک کر دیجئے کیونکہ اس میں مسلمانوں کی خون

1۔ (ابن اثیر: ج ۳، ص ۱۰۳)

2۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۷، ص ۲۵۰، طبع ریاض)

ریزی اور باہم اختلاف انگیزی ہوگی۔"

ابن اثیر ہی میں ایک دوسری جگہ آتا ہے اور طبری اور البدایہ والنھایہ میں بھی ہے کہ اہل شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تھی، پتا چلا کہ مکہ مکرمہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سرکردگی اور حضرت زبیر و طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رہنمائی میں ایک فوج حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کی طرف سے بے اطمینانی کی وجہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوگئی ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکا یک مدینہ سے نکل کر ان لوگوں کو راستے میں روکنے کا فیصلہ کیا۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ نہیں تھے، لیکن بعد میں پہنچ کر ربذہ کے مقام پر ملے۔ نیز! یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روکنے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکے نہیں تھے لہٰذا وہ ان کے ساتھ روانہ نہیں ہوئے تھے مگر کچھ خیال آیا تو پیچھے سے چل کر ربذہ پہنچے اور وہی گفتگو پھر کی جس کا اشارہ اوپر کی روایت میں ملتا ہے۔

وَاَتَا اَبَاهُ الْحَسَنُ فِى الطَّرِيْقِ فَقَالَ لَهٗ لَقَدْ فَعَصَيْتَنِىْ فَتُقْتَلُ غَدًا بِمَضِيْعَةٍ لَا نَاصِرَ لَكَ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ، وَمَا الَّذِىْ اَمَرْتَنِىْ فَعَصَيْتُكَ قَالَ اَمَرْتُكَ يَوْمَ اُحِيْطَ بِعُثْمَانَ اَنْ تَخْرُجَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ فَيُقْتَلُ وَلَسْتَ بِهَا ثُمَّ اَمَرْتُكَ يَوْمَ قِيْلَ اَنْ لَّا تُبَايِعَ حَتّٰى تَاْتِيَكَ وُفُوْدُ الْعَرَبِ وَبَيْعَتُهٗ اَهْلِ كُلِّ مِصْرِنَا فَاِنْ لَّمْ يَقْطَعُوْا اَمْرًا دُوْنَكَ فَاَبَيْتَ عَلَيَّ وَاَمَرْتُكَ حِيْنَ خَرَجَتِ الْمَرْاَةُ وَهٰذَانِ اَنْ تَجْلِسَ فِىْ بَيْتِكَ حَتّٰى يَصْطَلِحُوْا فَاِنْ كَانَ الْفَسَادُ كَانَ عَلٰى يَدِ غَيْرِكَ

فَعَصَیْتَنِیْ فِیْ ذَالِکَ کُلِّہٖ۔ ۔1

''آپ کے بیٹے حسن راستے میں آپ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے کچھ آپ سے کہا تھا جو آپ نے نہیں مانا، نتیجہ یہ ہوگا کہ کل کو آپ بے یارومددگار مارے جائیں گے۔ کہا کہ جس دن حضرت عثمان محصور کیے گئے تھے، میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مدینے سے باہر چلے جائیں تاکہ آپ کی موجودگی میں کچھ نہ ہو، پھر جب عثمان قتل کردیے گئے تو میں نے آپ سے کہا کہ آپ بیعت مت لیجئے حتیٰ کہ تمام عرب سے وفود آپ کے پاس آئیں اور ہر شہر کے لوگوں کی بیعت آجائے، اس لئے کہ یہ لوگ آپ کے سوا کسی اور کو منتخب کر ہی نہیں سکتے، آپ نے یہ بات بھی نہیں مانی اور پھر جب عائشہ، زبیر اور طلحہ نکلے تو میں نے کہا کہ آپ گھر بیٹھے حتیٰ کہ یہ آمادہ صلح ہو جائیں اور اگر فساد ہوتا ہے تو وہ آپ کے نہیں دوسروں کے ہاتھ سے ہو، مگر آپ نے میری کوئی بات بھی نہیں مانی۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے میں شہزادۂ پاک حسن کا مشورہ صحیح نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے جس بات کو صحیح سمجھا اس پر عمل فرمایا، اور پھر جنگ اور خون ریزی کا ایک طویل سلسلہ چلا جس میں شہزادۂ پاک بھی اپنے والد بزرگوار کے دوش بدوش شامل رہے، مگر جب چالیس ہجری میں ایک خارجی کے ہاتھ سے حضرت علی کی شہادت کا سانحہ پیش آیا اور آپ کی جانشینی کا بار حضرت حسن کے کاندھوں پر رکھا گیا تو اس وقت یہ حقیقت بالکل ظاہر تھی کہ مسلمانوں کا بے پناہ نقصان

۔1　(ابن اثیر: ج٤ ١٠١)

ہو چکا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حامیوں میں انتشار، حکم عدولی اور شکست بھی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔

چنانچہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں یہ سعادت آئی کہ ان کی پیش قدمی کی بدولت مسلمانوں کا پانچ سالہ تفرقہ مٹا اور وہ ایک جماعت بن گئے اور اس طرح وہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی جو بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے آپ کے لئے فرمائی تھی کہ میرا یہ بیٹا عالی مقام ہوگا اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کا تفرقہ مٹے گا۔

خناس صاحب اور ان کے حواریوں نے صلح کی شرطوں کے بارے میں بھی بہت شور وغوغا کیا۔ چلتے چلتے اس پر بھی ایک نظر ڈال لیں۔ یہ شرطیں کیا تھیں اور کس طرح پوری ہوئیں۔

وَقَدْ صَالَحَ الْحَسَنُ مُعَاوِیَۃَ عَلٰی اَنْ جَعَلَ لَہٗ مَا فِیْ بَیْتِ مَالِہٖ وَ خِرَاجَ دَارِ اَبْجُرْدِ وَعَلٰی اَنْ لَّا یُشْتَمَّ عَلِیٌّ وَھُوَ یَسْمَعُ فَاَخَذَ مَا فِیْ بَیْتِ مَالِہٖ بِالْکُوْفَۃِ وَکَانَ فِیْہِ خَمْسَۃُ ال اَلْفٍ۔ ۔1

''حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح اس شرط پر کی تھی کہ کوفہ کے بیت المال میں جو کچھ ہے وہ ان کا ہوگا۔ نیز! دارابجرد کا سارا اخراج ان کو ملا کرے گا اور ان کے سامنے حضرت علی پر سب وشتم نہیں ہوا کرے گا۔ پس انہوں نے وہ تمام رقم لے لی جو کوفہ کے بیت المال میں تھی اور وہ

۔1　(طبری: ج٦، ص ٩٢)

پانچ کروڑ تھی۔"

اس عبارت کو پڑھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شرط بھی پوری نہیں کی۔ دارابجرد کے خراج والی شرط کے بارے میں ابن اثیر کی تاریخ کامل اور ابن کثیر کی البدایہ والنھایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دارابجرد جس کا تعلق بصرہ کے مرکز سے تھا، اس کے خراج والی شرط پر بصرہ کے لوگ معترض ہوئے کہ یہ خراج تو ہمارا حق ہے جو اور کو کسی صورت نہیں دیا جانا چاہیے۔ ابن اثیر نے بس اتنی ہی بات کرنے پر اکتفا کیا ہے لیکن ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سالانہ چھ ہزار کے بدلے میں ایک ہزار دینار منظور کیا جو حضرت حسن اپنے حسیں حیات دمشق کے سالانہ سفر میں، علاوہ دیگر عطیات کے وصول فرماتے رہے1

تیسری شرط کے بارے میں شیعہ راویوں نے بہت سے رطب ویابس کو تاریخ میں بھر دیا ہے، لیکن اہل الایمان والیقان یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت امام حسن وسیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر سال دمشق میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے جاتے رہے اور لاکھوں، کروڑوں میں ان سے تحائف اور نذرانہ وصول فرماتے رہے۔ حوالہ جات سابق سطور میں پیش کر دیے گئے ہیں۔ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے گورنر برسر منبر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتے رہے تو کس طرح متصور ہو گا کہ دونوں شہزادے نو دس سال

1۔ (البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ٥٤)

تک اسے برداشت کرتے رہیں، برابر دمشق جاتے رہیں، تحفے لیتے رہیں، باپ کو گالیاں دینے والے سے انعامات پاتے رہیں۔ (امام حسن تقریباً دس سال اور امام حسین تقریباً بیس (۲۰) سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عطیات و تحائف وصول فرماتے رہے یعنی ۴۱ ھ سے ۵۰ تک امام حسن اور ۴۱ سے ۶۰ ھ کے آخر تک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب روایات اور بکواسات شیعہ غالیوں کی کارستانی ہے، ورنہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سید عالم ﷺ سے قریبی رشتہ داری کی وجہ سے اور آپ ﷺ کی گہری محبت جوان کے دل میں موجزن تھی، اہل بیت اطہار سے محبت وشفقت کا رویہ رکھتے تھے۔

جس طرح ان بے سند روایات میں شیعہ غالیوں نے غلو سے کام لیا ہے، عقل سلیم اسے کسی طرح بھی درست تسلیم نہیں کر سکتی کہ مدینہ منورہ میں ہزاروں صحابہ وتابعین کی موجودگی میں مولائے کائنات کو گالیاں بکی جائیں اور صحابہ واہل بیت، تابعین سب خاموشی سے سنتے رہیں اور اگر کسی نے اس پر احتجاج کیا ہوتا تو اسے روایات سے کیوں پیش نہیں کیا گیا؟ اس سلسلہ میں خناس نے جو سنی علماء کے حوالے دیے ہیں، ان سب نے یہی لکھا ہے کہ اگر یہ بات ثبوت کو پہنچ جائے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دی جاتی تھیں تو پھر ان پر یہ فتویٰ صادر ہوتا ہے اور ہمارا دعویٰ یہی ہے کہ مستند اور معتمد ذریعوں سے ایسی خرافات والی روایات ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں، صرف شیعہ غالیوں کی چابکدستی ہے۔

وسواس الخناس:۔

معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت لوگوں سے جبراً لی اور جن لوگوں نے انکار کیا تھا، ان کو سزا دی تھی، معاویہ نے امام حسن، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبدالرحمٰن بن خالد کو زہر دی تھی۔ یہ سب لوگ معاویہ کی زہر سے وفات پا گئے تھے۔

بیان العرفان:۔

یہ بہتان عظیم ہے اور مؤرخین کی وہ خرافات ہیں جس پر کسی بھی صورت میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اتنی عظیم ہستیوں کو اگر زہر دیا جاتا اور ان کا انتقال اس وجہ سے ہوتا تو ان کے ورثاء کا یہ دعوٰی یقیناً تاریخ میں سند کے ساتھ ضرور موجود ہوتا، ورثاء میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا پورا خاندان اور سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایسا دعوٰی تاریخ میں کہیں بھی نہیں مل سکتا، لہذا یہ محض شیعہ غالیوں کی بکواسات ہیں جو اسلام میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کے لئے ایسی سازشیں کرتے ہیں۔

وسواس الخناس نے کتابچہ کے آخر میں اپنی وہی بے سندی اور بے ثبوت روش کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر دس الزامات لگانے کی ناکام کوشش کی جبکہ کسی بھی معتمد اور معتبر کتاب کا حوالہ پیش نہیں کیا اور نہ ہی سند سے اس روایت کو ثابت کیا۔

قارئین! آج کے اس گئے گزرے دور میں بھی بغیر ثبوت کے کسی شخص پر قتل کی ایف آئی آر نہیں کٹوائی جا سکتی تو خناس قرن خیر کے ان نفوس قدسیہ کے خلاف

افواہوں کے زور پر، پروپیگنڈہ کے ہتھیار سے صحابۂ کرام کے خلاف جھوٹ اور مکر و فریب کا گند پھیلانا چاہتا ہے۔ اس کے جواب میں اہل سنت و جماعت کے مستند ذخیرہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے منتخب فضائل ہدیۂ قارئین کرتا ہوں، تاکہ خناس کی ساری نحوست ختم ہو جائے اور ہم پر اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالٰی عنہم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا فیضان جاری رہے نیز ہمیں بھی ان جیسے اخلاص، للّٰہیت، بے نفسی اور تقوٰی کی دولت حاصل ہو جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دس فضائل

(۱) صحابیِ رسول ہونا

(۲) رسول اللہ ﷺ کا ان کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی کی دعا کرنا۔

(۳) سمندر کے پہلے جہاد کی فضیلت میں ان کا داخل ہونا۔

(۴) ان کا حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں کاتب ہونا۔

(۵) رسول اللہ ﷺ کی محبت و عظمت کا ان کے دل میں گھر کر جانا۔

(۶) ایمان کی حالت میں حضور نبی کریم ﷺ سے قریبی رشتہ داری رکھنا کہ ان کی سگی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور ﷺ کی بیوی ہیں اور مومنوں کی ماں ہیں۔

(۷) صحابۂ کرام میں سے فقیہ اور مجتہد ہونا۔

(۸) مرادِ رسول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کا معتمد ہونا اور خلفائے راشدین کے مقدس دور میں بیس سال تک شام کا کامیابی سے گورنر رہنا۔

(۹) قبرص، روڈس، سوڈان پر مشتمل ہزاروں میل کا علاقہ فتح کرنا اور اسلامی ملک میں داخل کرنا۔

(۱۰) پہلا اسلامی بحری بیڑہ تیار کرنا اور کامل بیس سال تک مسلمانوں کے متفقہ امیر کی حیثیت سے پوری اسلامی مملکت پر نہایت عدل سے حکومت کرنا۔

☆ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہ، اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ۔

تمت بالخیر

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم فتویٰ

کیا حکم ہے اہل شریعت مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ؟ اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟ بینوا توجرو

الجواب

جو قرأت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں، یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو، یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو، جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔

اور جس کی گمراہی حد کفر تک پہنچی ہو، جیسے تفضلیہ کہ مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابو موسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہتے ہیں، ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے۔ کہ انہیں امام بنانا حرام، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں، سب کا پھیرنا واجب۔

اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن، مثلاً داڑھی منڈا یا خشخاشی رکھنے والا، یا کتروا کر حد شرع سے کم کرنے والا، یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا، خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے، یا ریشمی کپڑا پہنے یا مغرق ٹوپی یا ساڑھے چار ماشہ سے زائد کی انگوٹھی یا کئی نگ کی انگوٹھی، یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگرچہ مل کر ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ہوں، یا سود یا ناچ دیکھنے والا، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اور جو فاسق معلن نہیں یا قرآن عظیم میں وہ غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی، یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت امرد یا جذامی یا برص والا جس سے لوگ کراہت ونفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ اور پڑھ لیں تو حرج نہیں۔

اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائل نماز وطہارت کا علم رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے اگرچہ عالم متبحر ہو وہی حکم کراہت رکھتا ہے۔ مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو، وہاں ان کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھ لیے جائیں۔ بخلاف قسم اوّل مثل دیوبندی وغیرہ ہم کہ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز۔ بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لیے نہ مل سکے تو جمعہ عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔ امام اسے کیا جائے جو سنی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارت ،صحیح القراۃ، مسائل نماز وطہارت کا عالم غیر فاسق ہو۔ نہ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو۔

یہی اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تطویل واطناب۔1

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

1۔ احکام شریعت مسئلہ 52:21 محرم الحرام 1339ھ